عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۴ | ۴ تا ۱۰/ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۹ تا ۱۵/ دسمبر ۲۰۰۵ء | شمارہ: ۴۶

قیمت: ۷ روپے

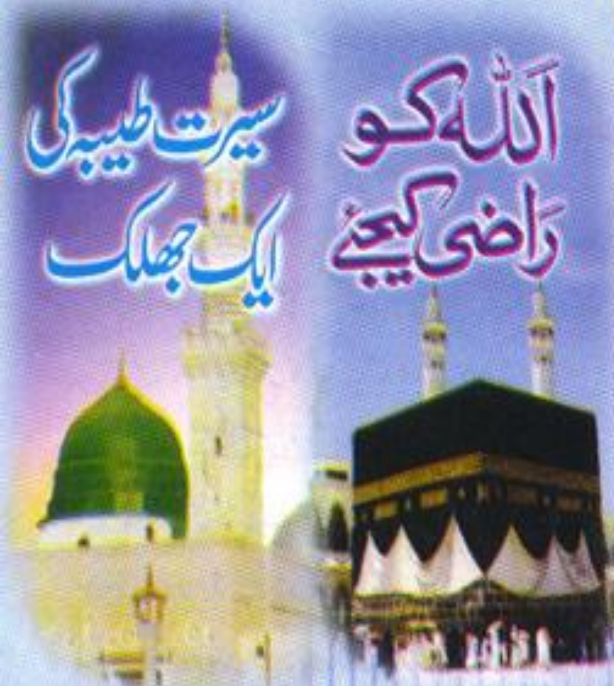

سیرت طیبہ کی ایک جھلک

اللہ کو راضی کیجئے

ایمان کی دولت

دُعا مؤمن کا ہتھیار

قادیانیوں کا انوکھا کفر

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

آپ کے مسائل

فرعون کی توبہ کا اعتبار نہیں:

س:…… ایک شخص کا کہنا ہے کہ جب فرعون مع اپنے لشکر کے دریائے نیل میں غرق ہوا اور ڈوبنے لگا تو اس نے کہا کہ اے موسیٰ! میں نے تیرے رب کو مان لیا، تیرا رب سچا اور سب سے برتر ہے، پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے اسے بذریعہ دعا کیوں نہیں اپنے رب سے بچایا؟ اب وہ شخص کہتا ہے کہ بروز قیامت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جائے گا کہ جب فرعون نے توبہ کر لی اور مجھے رب مان لیا تو اے موسیٰ! تو نے کیوں نہیں اس کے حق میں دعا کر کے اسے بچایا؟ وہ شخص اپنی بات پر مصر ہے کہ یہ سوال روز محشر موسیٰ علیہ السلام سے ضرور کیا جائے گا۔ آیا یہ نقطہ نظر رکھنے والا شخص گناہگار ہوگا؟ وہ ٹھیک کہتا ہے یا غلط؟

ج:…… فرعون کا ڈوبتے وقت ایمان لانا معتبر نہیں تھا کیونکہ نزع کے وقت کی نہ توبہ قبول ہوتی ہے، نہ ایمان۔ اس شخص کا موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کرنا بالکل غلط اور بے ہودہ ہے، اس کو اس خیال سے توبہ کرنی چاہئے۔ وہ نہ صرف گناہگار ہو رہا ہے بلکہ ایک جلیل القدر نبی پر اعتراض کفر کے زمرہ میں آتا ہے۔

صدق دل سے کلمہ پڑھنے والے انسان کو اعمال کی کوتاہی کی سزا:

س:…… کیا جس مسلمان نے صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھا ہو، رسالت وغیرہ پر ایمان ہو مگر زندگی میں قصداً کئی نمازیں اور فرائض اسلام ترک کئے ہوں تو ایسا مسلمان اپنی سزا بھگت کر جنت میں جا سکے گا؟ یا ہمیشہ دوزخ کا ہی ایندھن بنا رہے گا؟

ج:…… نماز چھوڑنا اور دیگر احکام اسلام کو چھوڑنا سخت گناہ اور معصیت ہے۔ احادیث میں نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت وعیدیں آئی ہیں اور ان احکام پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے انسان فاسق ہو جاتا ہے اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

لیکن اس کے باوجود اگر ایسے بدعمل شخص کا عقیدہ صحیح ہو، توحید و رسالت پر قائم ہو، ضروریات دین کو مانتا ہو، وہ آخر کار جنت میں جائے گا، خواہ سزا سے پہلے یا سزا پانے کے بعد لیکن اگر کسی کا عقیدہ ہی خراب ہو، کفر اور شرک میں مبتلا ہو یا ضروریات دین کا انکار صریح بلاتاویل کرے تو ایسے شخص کی نجات کبھی نہ ہوگی، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ میں رہے گا، کبھی اس کو دوزخ کے عذاب سے رہائی نہیں ملے گی۔

حضور ﷺ کے قول اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتا' کا مصداق کون ہے؟

س:…… واضح حوالہ کے ساتھ یہ بتائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سے صحابیؓ کے بارے میں فرمایا تھا کہ: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو فلاں ہوتے؟''

ج:…… حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا: ''لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب۔'' (ترمذی ص۲۰۹ ج۲)

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

جلد:۲۴ شمارہ:۴۶ ۳تا۱۰/ذیقعدہ۱۴۲۶ھ مطابق ۹تا۱۵/دسمبر۲۰۰۵ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا بشیر احمد
صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی محمد راشد مدنی
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا

قانونی مشیر: احتشام حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

کمپیوٹر کمپوزنگ: محمد ارشد خرم
محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

قادیانی مذہب کی عمارت ڈھے چکی ہے	(اداریہ)	4
ایمان کی دولت	(حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفیؒ)	6
اللہ کو راضی کیجئے	(حضرت مولانا محمد احمد)	11
سیرت طیبہ کی ایک جھلک	(مولانا سعد حسن یوسفی)	14
دعا، مومن کا ہتھیار	(مفتی احمد عبدالحسیب تنویر قاسمی)	17
قادیانیوں کا انوکھا کفر	(مولانا زاہد الراشدی)	21
ملت اسلامی ہند کا تاریخی کردار	(مولانا ابوالحسن علی ندویؒ)	24

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ و ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
بینک ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲، ۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

قادیانی مذہب کی عمارت ڈھے چکی ہے

بعض بیماریاں انسانی جسم کو کمزور و ناکارہ کر دیتی ہیں جس کی وجہ سے انسان موت کے دہانے تک پہنچ جاتا ہے جبکہ بعض بیماریاں انسانی روح کو لگ جاتی ہیں' جس کی وجہ سے روح کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ بظاہر آدمی چلتا پھرتا' ہنستا بولتا نظر آتا ہے لیکن روحانی طور پر وہ مردہ ہو چکا ہوتا ہے۔ قادیانیت کا مرض بھی انہی بیماریوں میں سے ایک ہے۔ یہ نامراد مرض جس شخص کو لگ جاتا ہے' اس کی جان لے کر ہی چھوڑتا ہے۔ اس مرض میں مبتلا مریض روحانی طور پر مردہ ہوتا ہے۔ اگر اس کی روح میں زندگی کی رمق باقی رہ گئی ہوتی ہے تو اسے تائب ہونے کی توفیق مل جاتی ہے اور وہ اس مرض کا مکمل شکار ہونے کے بجائے اس مرض سے شفایاب ہو جاتا ہے' لیکن جن شقی روحوں کا خاتمہ اس مرض میں ہوتا ہے' ان کی روحیں ہی نہیں بلکہ ان کے چہرے اور جسم پر بھی ان کے خبیث مرض کے اثرات ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

یہ مرض مرزا غلام احمد قادیانی نامی جرثومے کے اثرات سے انیسویں صدی کے اختتام اور بیسویں صدی کے اوائل میں شروع ہوا۔ اس جرثومے کے اثرات جہاں جہاں پھیلے کینسر' ایڈز وغیرہ امراض کی طرح وہاں لوگوں کی روحانی موت واقع ہونی شروع ہو گئی۔ علمائے کرام نے جو اس امت کے روحانی امراض کے مانے ہوئے حکیم ہیں' اس موذی مرض کے جرثومے کو ابتداء ہی میں شناخت کر لیا تھا اور لوگوں کو اس جرثومے کے اثرات اور اس سے بچنے کے طریقوں کے متعلق آگاہ کر دیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت تھوڑی تعداد میں یہ وائرس لوگوں میں پھیلا لیکن جہاں جہاں یہ وائرس پھیلا وہاں روحانی اموات کی شکل ہی میں اس کا نتیجہ ظاہر ہوا۔

دیگر امراض کے وائرس کی طرح اس وائرس کو دنیا بھر میں پھیلانے میں بھی انگریز کا ہاتھ ہے۔ انگریز تو انسانوں کو کبھی ہنستا کھیلتا' پھلتا پھولتا دیکھ ہی نہیں سکتا۔ اسے انسانوں سے ویسا ہی بغض ہے جیسا کہ ابلیس کو انسانوں سے ہے۔ اگر ابلیس انسانی صورت میں ہوتا تو شاید اس کی شکل ہو بہو کسی انگریز کی یا اس کے خود کاشتہ پودے کی ہوتی۔ ابلیس نے انگریز کو واسطہ بنا کر انسانوں کے روحانی قتل عام کے لئے قادیانیت کے وائرس کو دنیا بھر میں پھیلانا شروع کیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس روح لیوا مرض کا شکار ہو کر لقمہ اجل بنیں۔

مسلمانوں کو تو پہلے ہی اس وائرس اور اس کے اثرات سے آگاہی تھی' اس لئے وہ تو اللہ کے فضل سے وبا کی شکل میں دنیا میں پھیلنے والے اس خطرناک مرض اور اس کے وائرس سے محفوظ رہے لیکن بعض ناعاقبت اندیش لوگ اس مرض کو شفا اور صحت خیال کر بیٹھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اس وائرس کا شکار ہو کر روحانی پستی میں اترتے چلے گئے حتیٰ کہ ان کے دلوں پر مہر لگ گئی اور وہ روحانی طور پر موت کا شکار ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن بن گئے۔

دنیا کا قاعدہ ہے کہ موذی مرض میں مبتلا شخص جس کا وائرس پھیلنے کا اندیشہ ہو اس کی میت کو جلا دیا جاتا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس مرض سے محفوظ رہ سکیں حکیم مطلق نے قادیانیت کے مرض کا یہ علاج تجویز کیا کہ اس مرض میں مبتلا ہو کر جو شخص روحانی موت کا شکار ہو جائے اس کو جہنم کی بھٹی میں جلایا جائے۔

قادیانیت نے انسانیت کو سوائے دعووں' لاف وگزاف' فحش کلامی' شہوت رانی' قادیانی رائل فیملی اور قادیانی جماعت کے بینک بیلنس میں چندوں کے ذریعہ بے پناہ اضافے' اسلام سے خروج اور مسلمانوں کی تضحیک کے اور کیا دیا ہے؟ قادیانیت انسانیت کی تباہی کے لئے ان تمام ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدان عمل میں اتری جو ابلیس نے انسانیت کو گمراہ کرنے کے لئے بارگاہ خداوندی سے طلب کئے تھے لیکن اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ قادیانی جماعت کے رہنما' زعما' شعراء' وکلاء' صحافی' دانشور قادیانیت پر لعنت بھیج کر جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اسلام کے دامن میں آتے ہی وہ ابدی سکون محسوس کرتے ہیں جس کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

اب مستقبل صرف اسلام کا ہے۔ اس میں نہ قادیانیت کی لن ترانیاں چلیں گی' نہ عیسائیت کی زور زبردستی اور نہ یہودیت کی فتنہ پروری۔ اسلام کا سیدھا' سچا' ابدی' دائمی اور عالمگیر پیغام ہی اب دنیا میں چلے گا۔ دنیا اسلام کے علاوہ دیگر تمام نظاموں کی ناکامی کا کھلے آنکھوں مشاہدہ کر چکی ہے۔ اسلام وہ عظیم دین ہے جو توحید خالص کا درس دیتا ہے' جو نبی کو اللہ کا بہترین بندہ تو ثابت کرتا ہے لیکن خدا نہیں بناتا' جو نبی کو معراج جیسا معجزہ اور قرآن جیسی سچائی عطا کرتا ہے' جو دنیا کو انسانیت کا درس دیتا ہے' جس کے پیروکار روپے پیسے اور خاندانی بڑائی کی وجہ سے نہیں بلکہ تقویٰ وطہارت کی وجہ سے مقرب بارگاہ خداوندی ٹھہرتے ہیں' جس میں قادیانی جماعت کی طرح مرزا قادیانی کی آل اولاد اور قادیانی جماعت کے فنڈ میں چندہ دینے کے بجائے معاشرے کے غریب اور نادار افراد کو اپنی زکوٰۃ وصدقات دینے کا حکم دیا جاتا ہے' جس میں جنسی انارکی کی قادیانی روش کے بجائے ضبط نفس اور پاکیزگی اختیار کرنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔

خود ہی سوچئے کہ ایسا بہترین مذہب جو خود اللہ کا پسندیدہ دین ہے' اگر یہ دین غالب نہیں رہے گا تو کیا قادیان کے لوگوں کے ٹکڑوں پر پلنے والے جنسی مریض مرزا غلام احمد قادیانی کا دین غالب رہے گا؟ قادیانی مذہب کی عمارت ڈھے چکی ہے اور اب صرف اس کا ملبہ اٹھایا جانا باقی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' علمائے کرام اور مسلمانوں کے تعاون سے اس ملبہ کو اٹھانے کی جدوجہد کر رہی ہے تاکہ جلد سے جلد اس ملبہ کو ٹھکانے لگایا جا سکے۔ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وہ اس عظیم جدوجہد میں دامے درمے قدمے سخنے شریک ہو کر انسانی معاشرے کی تطہیر کا سامان کریں۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون وبیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاددہانی کے خطوط ارسال کئے جا چکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی بذریعہ منی آرڈر' چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہو رہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

ایمان کی دولت

ایمان وہ جذبہ ہے جس سے بڑے بڑے دشمن کو شکست فاش دی جاسکتی ہے لیکن جب یہ جذبہ سرد پڑ جائے تو انسان چیونٹی سے بھی خوف کھانے لگتا ہے' ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے ایک نادر تحریر

مسلمان کی زبان پر یہ دو جملے بڑے ثقیل ہیں' ایک تو یہ کہ ہم بڑے گناہگار ہیں اور دوسرے یہ کہ ہم دنیادار ہیں۔ یہ جملے صاحب ایمان کے لئے بہت ہی نامناسب ہیں۔ تم صاحب ایمان ہو' تمہارا اللہ تبارک وتعالیٰ سے براہ راست تعلق ہے' تم وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لائے ہو۔ تم اس ذات صمدیت پر ایمان لائے ہو جس نے تمہارے لئے تمام ضابطۂ حیات ومَمات مرتب فرمادیا ہے' اپنے فضل وکرم سے ایک ایک بات تمہیں بتادی ہے جو تمہاری دنیا میں بھی کام کی ہے اور آخرت میں بھی۔ تمہارے پاس بہت بڑا سرمایہ ہے' مال ودولت میں تم سے بڑا سرمایہ دار کوئی نہیں۔ دیکھئے سرمائے مختلف قسم کے ہیں۔ صاحب منصب ہیں' وزارت ہے' صدارت ہے یہ سرمایہ ہے مال ودولت اور روپیہ' پیسہ کا' جو صاحب علم ہیں ان کے پاس علم کا سرمایہ ہے' الغرض سرمائے مختلف قسم کے ہیں لیکن سب سے گراں قدر سرمایہ جس سے بڑا سرمایہ عالم امکان میں نہیں وہ صاحب ایمان کے پاس ایمان کا سرمایہ ہے' اس کے آگے سارے سرمائے ہیچ ہیں' حقیر اور ناقص ہیں۔ آنکھ بند ہوتے ہی سارے سرمائے یہیں رکھے رہ جاتے ہیں' بس یہی ایمان کا سرمایہ ایسا ہے جو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور آخرت میں بھی' قدر کرو اپنے ایمان کی اور حفاظت کرو اس سرمایہ ایمان کی' یہ کہنا کہ ہم بڑے گناہگار ہیں' ہم بڑے دنیادار ہیں' یہ الفاظ بڑے ہی ناقدری کے ہیں بلکہ گستاخانہ ہیں۔ ایسا نہ کہو' تم صاحب ایمان ہو اور جس پر ایمان لائے ہو اس نے اپنی شان کریمی سے اور شان رحیمی سے اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہر مومن کا گناہ معاف فرمادینے کا وعدہ فرمالیا ہے' صاحب ایمان کے لئے ہمہ وقت توبہ کا دروازہ کھلا ہے' جس غفور الرحیم اور خداوند کریم پر تم ایمان لائے

حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی

ہو' جس سے تمہارا براہ راست تعلق ہے' ذرا اس کے ارشاد کریمانہ اور رحیمانہ پر غور تو کرو' وہ اپنے بندوں سے کن الفاظ میں خطاب فرماتے ہیں:

> "اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کیں' تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو' بالیقین اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا' واقعی وہ بڑا بخشنے والا' بڑی رحمت کرنے والا ہے۔"

اس اعلان مغفرت و رحمت کے ہوتے ہوئے تم کیسے ناامید ہوسکتے ہو؟ اب رہا نفسانی اور شیطانی وساوس کا آنا' لغزشیں ہوجانا اور گناہوں کا صدور ہوجانا' یہ بھی ہماری بشریت ہے' لیکن صاحب ایمان ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی حفاظت کا سامان عطا فرمادیا کہ چاہے تم سے کچھ بھی ہوجائے' لغزش ہوجائے' گناہ ہوجائے' آنکھ بہک جائے' دل بہک جائے' زبان بہک جائے' عمل خراب ہوجائیں' تم صاحب ایمان ہو' ایک نہ ایک دن ضرور احساس ہوگا اور پچھتاؤ گے کہ یہ بات ناحق کی' بہت برا کیا' یہ گناہ ہوگیا' یہ غلطی ہوگئی' جس دن یہ ندامت قلب پیدا ہوئی اور آنکھوں سے ندامت کے چند آنسو ٹپک پڑے تو سمجھ لو کہ وہ غلطی معاف ہوگئی' وہ گناہ مٹ گیا' ندامت کے آنسوؤں نے اعمال نامہ سے بداعمالی کی سیاہی کو دھو دیا۔ اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر ایسا احسان عظیم ہے کہ ایمان کی سلامتی کے لئے اور اس کے تحفظ کے لئے استغفار کا تحفہ عطا فرما رکھا ہے' ارے جو کچھ بھی ہوچکا ہے' اس پر استغفار کرلو' توبہ کرلو' یہ ہر ایک سے کیوں کہتے پھرتے ہو کہ ہم گناہ گار ہیں' جب تدبیر موجود ہے' تدارک موجود ہے تو پھر کیوں اپنی گناہگاری کا اعلان کرتے ہو؟ اس اعلان سے کیا فائدہ؟ ارے جس کا گناہ کیا ہے' اسی سے ندامت اور شرمندگی کے ساتھ کہو کہ: "یا اللہ! ہم سے فلاں

گناہ ہوگیا، معاف فرمادیجئے۔" معافی ہوجائے گی۔ دوسروں سے ناپاکی کا اظہار کرنا کوئی اچھی بات ہے؟ یہ بھی کوئی فیشن ہے؟ یا تواضع ہے؟ کہ ہر ایک سے کہا جائے کہ ہم بڑے گناہگار ہیں۔ اچھا اگر تم گناہگار ہو تو کس کام کے ہو؟ گندہ آدمی کسی کام کا نہیں ہوتا، اس کی کوئی وقعت اور عزت نہیں، تم نے یہ کیا محاورہ اختیار کر رکھا ہے کہ ہم بڑے گناہگار ہیں، بھائی اگر گناہگار ہو، کیوں توبہ استغفار نہیں کرلیتے؟ کون سی چیز مانع ہے؟ میں نے آسان سی ترکیب بتلادی ہے کہ رات کو سوتے وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کرکے اس پر شکر ادا کرلیا کرو اور اپنی دن بھر کی تقصیرات کا جائزہ لو، جہاں جہاں دل بھکا، زبان بہکی، ان پر استغفار کرلو، پاک صاف ہوجاؤ گے، پھر ایمان کی تجدید کرلو اور پڑھو: "اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ۔"

بس پاک ہوگئے۔ جب اتنا سہل نسخہ پاکی کا موجود ہے تو اپنے اس اعلان سے کہ ہم بڑے گناہگار ہیں، کیا فائدہ؟ یہ بڑی ناشکری کی بات ہے، اگر اسی پر پکڑ لئے گئے کہ کہتے پھرتے ہو ہم بڑے گناہگار ہیں اور توبہ استغفار نہیں کرتے تو یقیناً سزا ملے گی، سزا سے چھوٹ نہیں سکتے، تو عافیت اسی میں ہے کہ گناہ ہوجائے تو توبہ کرو، پھر گناہ ہوجائے پھر توبہ کرو، پھر گناہ ہوجائے پھر توبہ کرو، عمر بھر یہی کرتے رہو، ارے توبہ استغفار میں بڑی قوت ہے، اس کی عادت ڈال کر تو دیکھو، گناہوں سے خود بخود نفرت ہوجائے گی۔ اگر اپنے ایمان کو سلامت رکھنا چاہتے ہو اور اپنے ایمان کا تحفظ چاہتے ہو تو کثرت سے استغفار کیا کرو اور اپنے ایمان پر شکر ادا کیا کرو کہ: "یا اللہ! آپ نے اپنی کروڑوں مخلوق میں سے ہم کو ممتاز فرمایا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بنادیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بناکر ہمیں بڑی پشت پناہی عطا فرمادی ہے، یا اللہ! ہم بڑے خوش نصیب ہیں: "اللھم لک الحمد و لک الشکر۔" یا اللہ! ماحول اور معاشرہ ایسا ہے کہ نفس بہک جاتا ہے، شیطان بہکا دیتا ہے، کیا کریں؟" اس پر کہو: "ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا" (البقرہ:۲۸۶)۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام عطا فرمادیا ہے، اس میں تمہارے لئے پناہ ہے، اس کا ورد کرو۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، انشاء اللہ اس کا مورد بھی بنادیں گے۔

بھائی! ناپاکی تو ہماری فطرت کے اندر ہے، دیکھئے! ہم جسمانی طور پر پچاس دفعہ ناپاک ہوتے ہیں، پھر پاک ہوجاتے ہیں، کپڑے پاک کرلیتے ہیں، غسل کرلیتے ہیں، وضو کرلیتے ہیں، پاک ہوجاتے ہیں، اسی طرح باطن کی پاکی ہے، جب لغزش ہوجائے تو عمداً یا سہواً بارگاہ الٰہی میں گردن جھکادو، ندامت قلب کے ساتھ استغفر اللہ، استغفر اللہ کہہ لو، پاک ہوگئے۔ کاہے کے لئے کہتے ہو کہ ہم گناہ گار ہیں؟ خبردار! یہ کوئی اچھا محاورہ نہیں۔ اگر خدانخواستہ اسی اقرار پر موت آگئی تو واقعی تمہیں سزا ملے گی کہ تم گناہگار گئے ہو اور توبہ واستغفار بھی نہیں کی۔

اس میں شک نہیں کہ ہم لوگ آج کل ایسے ماحول اور معاشرہ میں ہیں کہ گناہوں کا صدور عام ہورہا ہے، ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جارہے ہیں، گناہوں سے مانوس ہوتے جانا بھی ایک لعنت ہے۔ جذبہ ایمانی کو بیدار رکھنے کے لئے اور قوت ایمانیہ کو بیدار رکھنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کرکے کثرت سے شکر ادا کریں، کثرت سے استغفار کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں۔ اس کا ورد بنالو، رفتہ رفتہ گناہ کے تقاضے ختم ہوجائیں گے۔

کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں صیغے استغفار کے تعلیم و تلقین فرمائے ہیں کہ تم ناامید مت ہو۔ تم ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہو، ہمارے بندے ہو، ہم پر ایمان لائے ہو، ایمان والوں کو کتنی محبت اور پیار سے مخاطب فرمایا، ارے اس کا حق تو ادا کرو، جس کی ترکیب میں نے آپ کو بتلادی، توبہ واستغفار کرو، پاک صاف ہوجاؤ گے، مگر افسوس یہ ہے اور یہ ہماری شامت اعمال ہے کہ ہم گناہوں کو دیکھتے ہی نہیں، گناہوں سے مانوس بھی ہوتے جاتے ہیں، گناہ کرتے بھی جاتے ہیں لیکن توبہ واستغفار نہیں کرتے، ندامت نہیں ہوتی، شرمندگی نہیں ہوتی، اوپر سے کہتے ہیں کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں؟ استغفر اللہ! ارے تقویٰ تو جان ہے ایمان کی۔ جب

جذبہ ایمانی اور قوتِ ایمانیہ کو بیدار رکھنے کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار کرکے کثرت سے اس کا شکر ادا کریں، کثرت سے استغفار کریں اور کثرت سے درود شریف پڑھیں

تم کہتے ہو کہ ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ تم اپنا ایمان خود ضعیف کر رہے ہو‘ اپنے ایمان کی قوتوں کو خود کمزور بنا رہے ہو‘ ایمان کو قوی بنانے کی بجائے اس کو کمزور اور بے جان بناتے جا رہے ہو‘ گناہوں سے مایوسی میں بڑھتے جاتے ہو‘ کبھی دل میں ملامت پیدا نہیں ہوتی‘ کبھی اپنی بدحالی کا خیال بھی نہیں آتا اور کہتے ہو ہم کہاں کے ایسے متقی ہیں؟ اچھا متقی نہ سہی تو غیر متقی کا انجام جانتے ہو کیا ہے؟ جہنم ہے‘ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی‘ راضی ہو اس میں جانے کے لئے؟ اگر تم متقی بننا نہیں چاہتے اور گناہوں ہی سے مانوس رہنا چاہتے ہو اور یہی کرتے رہے کہ ہمارے بس کی بات نہیں کہ ہم بچ سکیں تو گویا تم اس پر راضی ہو کہ اس کی سزا تم کو دنیا میں بھی دی جائے اور آخرت میں بھی دی جائے‘ اگر اسی پر راضی ہوگئے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ایمان ہی کا خاتمہ ہوجائے گا اور تمہارے پاس ایمان ہی نہ رہے گا۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

بھائی! سمجھ لو کہ آج کل ایمان کی حفاظت بہت ضروری ہے‘ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے عمل اور ردعمل‘ ویسا ہی ہوگا‘ یقین جانو یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے اور یہ کبھی نہیں بدلے گا مگر اس قانون کے اندر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں وابستہ ہیں ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اس کی قہاری و جباری سے ڈر کر اپنی بداعمالیوں سے توبہ استغفار کرلیا‘ جس پر اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ معاف فرمادے گا لیکن عمل اور ردعمل کے قانون ہی کا یہ مظاہرہ ہے کہ جو آج کل ہمارے گھر گھر میں پریشانیوں‘ بیماریوں‘ دشواریوں‘ تشویش اور مشکلات کا سامنا ہے‘ کون سا گھر ہے جو اس سے خالی ہے؟ دفاتر میں جا کر دیکھئے‘ ایک ہنگامہ برپا ہے‘ کوئی محکمہ لے لیجئے‘ ادارے ہوں‘ تعلیم گاہیں ہوں‘ جو کچھ بھی ہوں‘ ہر جگہ لاقانونیت‘ خدا کے احکام کی خلاف ورزی‘ تصاویر کی کثرت‘ گانے بجانے کی کثرت ہوتی چلی جارہی ہے‘ ریڈیو چل رہا ہے‘ ٹیلی ویژن چل رہا ہے‘ ناچ گانے ہو رہے ہیں اور نہ جانے کیا کیا خرافات ہورہی ہیں۔ اخبارات اس کے شاہد ہیں‘ کیسے کیسے گناہ رائج الوقت ہوتے جارہے ہیں‘ پھر تقریبات میں بھی رسومات ہورہی ہیں‘ بدعات ہورہی ہیں‘ چاہے خوشی کی تقریبات ہوں یا غمی کی‘ بدعات اور غیر شرعی رسومات کا دن بدن زور بڑھ رہا ہے‘ لباس اور پوشاک کو دیکھئے تو برہنہ و عریاں لباسوں میں عورتیں بازاروں میں نکل رہی ہیں‘ عورت کا برہنہ سر اور عریانی کے ساتھ بے شرمی اور بے غیرتی سے باہر نکلنا سخت ترین گناہ ہے‘ خدا کی لعنت ہے ایسی عورتوں پر‘ اب یہ سب ہو رہا ہے‘ پھر کہتے ہیں کہ گھر گھر پریشانی ہے‘ بدمزگی ہے‘ رشتے نہیں آتے‘ زن وشوہر میں نہیں بنتی‘ لڑکے نافرمان ہورہے ہیں‘ تجارتوں میں گھاٹے ہو رہے ہیں‘ فلاں نقصان ہوگیا‘ فلاں جگہ آگ لگ گئی‘ فلاں جگہ یہ حادثہ‘ یہ سانحہ ہوگیا‘ یہ سب واقعات ہورہے ہیں‘ روز سنتے ہیں‘ روز دیکھتے ہیں‘ یہ سب کیا ہورہا ہے؟ وہی عمل اور ردعمل کے قانون الٰہی کا مظاہرہ ہے‘ جیسا عمل ہورہا ہے‘ ویسا ہی اس کا ردعمل ہورہا ہے۔

ہم نے کفار‘ مشرکین‘ ضالین اور مغضوبین کے اعمال کو اختیار کرلیا ہے اور جس طرح وہ اپنی حالت پر مطمئن ہیں کہ بڑے بڑے خبیث اور ناپاک گناہ کرتے ہیں اور ان گناہوں سے مانوس ہیں‘ ان کو کوئی ندامت نہیں ہوتی‘ ہماری بدقسمتی اور محرومی ہے کہ ہم بھی اب انہی کی نقل کرنے لگے ہیں جن کے قلوب جانوروں سے بدتر‘ گندے اور ناپاک ہیں‘ ان کی پیروی کرکے ہم مطمئن ہیں کہ مہذب دنیا والوں کی نقل کر رہے ہیں‘ ہم بھی یہی کر رہے ہیں‘ تو بھائی کرو‘ کفار و مشرکین کے لئے تو جہنم مقدر ہوچکی ہے‘ وہ اپنی زندگی پر مطمئن ہیں مگر ان کے لئے کوئی تدارک نہیں‘ کوئی ان کے لئے راہ نجات نہیں‘ اپنی غفلت زدہ زندگی میں مدہوش ہیں‘ لیکن صاحب ایمان کے لئے تو یہ معاملہ نہیں‘ جو صاحب ایمان ہے‘ اس کے دل میں گناہ کے بعد ضرور خلش پیدا ہوتی ہے‘ اگر اس نے اس خلش سے کام لیا اور ندامت قلب کے ساتھ توبہ واستغفار کیا تو انشاء اللہ اس کی نجات ہوجائے گی‘ کفار و مشرکین اس سے محروم کردیئے گئے ہیں‘ ان کو اپنے احوال پر نہ ندامت ہے‘ نہ شرمندگی‘ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا انداز زندگی ہی یہ ہے‘ ہم کو زندگی بھر یہی کرنا ہے لیکن مسلمان کا تو یہ معاملہ نہیں‘ اگرچہ اس وقت ہماری یہ حالت ہے کہ وہ کون سا گناہ ہے جس کو ہم نے چھوڑ رکھا ہے؟ اور وہ کون سی حرکت ہے؟ جس کی بدولت گزشتہ قومیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں کہ جو ہم نے چھوڑ رکھی ہے‘ ذرا ہم اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم کس انداز سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں؟ کبائر میں مبتلا ہو کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں ہورہی ہیں‘ جو حیا اور غیرت کے خلاف ہیں‘ اسلامی وقار کے خلاف ہیں‘ شرافت نفس کے خلاف ہیں‘ جس کے نتیجے میں دنیا ہمارے لئے جہنم بن گئی ہے‘ کہیں عافیت کا نام نہیں‘ یہ پریشانیاں‘ یہ بدحواسیاں‘ یہ بیماریاں‘ یہ سانحات و حادثات ہیں کہ الامان والحفیظ‘ مگر مسلمان کے لئے پھر بھی ایک سہارا ہے اور ایک راستہ کھلا ہوا ہے‘ اور وہ دروازہ ہے رجوع الی اللہ‘ جس خدا کو تم نے ناراض کر رکھا ہے اور جس کو ناراض کرنے کی وجہ سے تم نے اپنے

اوپر یہ وبال ڈال رکھا ہے اور جس کو ناراض رکھو گے تو یہ وبال تم سے ہرگز نہ ٹلے گا (اس کو راضی کرلو' اس کی خوشنودی حاصل کرلو' اور) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور ان کا غضب ٹھنڈا ہوتا ہے ان سے رجوع کرنے سے' ندامت اور توبہ استغفار کرنے سے' مسلمان کیلئے راستہ کھلا ہوا ہے مگر یہ انتہائی غفلت ہے کہ ہم گناہوں کو نہیں چھوڑتے' گانا بجانا' ریڈیو' ٹیلی ویژن' راگ راگنی' تصاویر' بے حجابی' بے غیرتی رائج الوقت ہوگئی ہے۔ ان کا وبال تو ہم پر ضرور ہوتا ہے' یقیناً ہوگا اور ہمیشہ ہوگا' یہ خدا کا قانون ہے' اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ خوب سمجھ لیجئے! جب تک نافرمانی کرتے رہو گے' فسق و فجور میں پڑے رہو گے اور توبہ استغفار نہیں کرو گے' اس کا ردعمل ضرور ہوگا' جس کو بھگتنا پڑے گا۔ چاہے جتنے وظیفے پڑھو' چاہے جتنی دعائیں بزرگوں سے کراؤ' چاہے جتنے عملیات کرو' یہ وبال دور نہیں ہوگا' جب تک کہ تم ان گناہوں کو ترک نہ کرو گے اور قلب میں ندامت پیدا نہ کرو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تلافی نہیں ہوگی' خیریت اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرو' توبہ کرو' استغفار کرو' گناہوں کو چھوڑ دو' اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے' اللہ میاں نے خود فرمایا ہے کہ ہم سے مدد مانگو' ہم تمہاری مدد کریں گے' کاہے کے لئے مشرکانہ حرکتیں کرتے ہو؟ اور (خلاف شرع) تعویذ گنڈے اور عملیات کے چکر میں پڑتے ہو' خبردار! عورتیں ہوں یا مرد' خوب سن لیجئے! خدا کے سوا کسی دوسرے سے رجوع کرنا یہ ایک درجہ میں شرک ہے۔ "ایاک نعبد و ایاک نستعین" سے بڑا وظیفہ عالم امکان میں اور کوئی نہیں' اگر چاہتے ہو کہ دنیا میں عافیت ملے' چین و سکون نصیب ہو تو ندامت قلب کے ساتھ توبہ کرو' استغفار کرو' سب معاف ہو جائے گا۔

میں تو یہاں تک عرض کرتا ہوں' بہت سے ضعیف العقیدہ لوگ ایسے ہیں' ہم میں اور آپ ہی میں ہیں' کہ فسق و فجور میں مبتلا ہیں اور اس عادت کو نہیں چھوڑتے' اپنی وضع قطع' لباس و پوشاک' کھانا پینا' رہنا سہنا' سب فاسقانہ و فاجرانہ ہے اور ساتھ میں نماز بھی پڑھ لیتے ہیں' بزرگوں سے دعائیں بھی لیں گے' وظیفہ بھی پوچھ لیں گے' لیکن اپنے فسق و فجور کو نہیں چھوڑیں گے' عمر بھر کرتے رہو' عمر بھر پریشان رہو گے' خدا کا قانون نہیں بدلے گا' عمل اور ردعمل۔

بھائی! خدا کے لئے خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ جتنی پریشانیاں ہیں' دشواریاں ہیں' بیماریاں ہیں' یہ سب رجوع الی اللہ سے دور ہو سکتی ہیں' اللہ سے رجوع کرو' توبہ و استغفار کرو' بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ کے سامنے تنہائی میں اور کہو: "یا اللہ! میں ایسے ماحول میں ہوں کہ چاروں طرف فسق و فجور ہے' نافرمانیاں ہیں' مردوں میں غیرت نہیں' عورتوں میں شرم نہیں' بے حیائی' بے شرمی رائج الوقت ہو رہی ہے' ہر جگہ کفار و مشرکین کے رسم و رواج جاری ہیں' شیاطین اور ابلیس کام کر رہے ہیں' یا اللہ! میں اسی ماحول میں ہوں' میری مدد فرمایئے۔" ایاک نعبد و ایاک نستعین۔" یا اللہ! مجھے دنیا اور آخرت میں اپنے مواخذہ سے بچا لیجئے' توبہ کرتا ہوں' اقرار کرتا ہوں' میں مجرم ہوں' فاسق ہوں' فاجر ہوں لیکن یا اللہ! آپ کے محبوب' نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں' میں یہ نسبت اور سہارا رکھتا ہوں' آپ کی مغفرت کا طالب ہوں' میرے فسق و فجور کو چھڑا دیجئے' میری نادانی ہے' میری کمزوری ہے' میں ایمان کا ضعیف ہوں' میں فسق و فجور کا عادی ہو گیا ہوں مگر آپ قادر مطلق ہیں' میری حالت بدل دیجئے' ایمانی قوتیں بیدار کر دیجئے' توبہ و استغفار کی توفیق عطا فرما دیجئے اور مجھ سے جتنے گناہ دانستہ یا نادانستہ ہوئے ہیں' یا اللہ! محض اپنی رحمت سے سب معاف فرما دیجئے۔" ایاک نعبد و ایاک نستعین"۔

اس عمل کو کرکے دیکھئے' انشاء اللہ حالت بدلتی جائے گی' ایمان میں قوت پیدا ہوگی' ایک وقت ایسا آئے گا کہ آپ کی یہ سب فسق و فجور کی عادتیں چھوٹ جائیں گی اور آپ کو ایک پُر عافیت زندگی مل جائے گی' پُر سکون زندگی مل جائے گی' اگر اطمینان قلب چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کرو' اور سب سے بڑا ذکر استغفار ہے' اقرار کرو توحید کا "اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله ۔ استغفر الله ربی من کل ذنب و اتوب الیه ۔" انشاء اللہ پاک ہو جاؤ گے' صاف ہو جاؤ گے' عمل کرتے رہو' بگڑی ہوئی عادتیں رفتہ رفتہ درست ہو جائیں گی لیکن ندامت قلب شرط ہے' اللہ میاں کے سامنے گردن جھکا کر بیٹھا تو کرو' ذرا اللہ میاں سے پناہ تو مانگا کرو' دشواریوں کو' مشکلوں کو' ماحول کے فسق و فجور کو سامنے لاکر توبہ و استغفار کرو' پناہ مانگو کہ یا اللہ! ہم کیسے بچیں اس ماحول سے؟ چاروں طرف ظلمات ہی ظلمات ہیں' گناہ علانیہ ہو رہے ہیں' ہم اکیلے کیا کریں؟ "لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین" گھبرا کر پڑھو اس کو' ۵ے مرتبہ پڑھنے کی ضرورت نہیں' ایک دفعہ ندامت قلب کے ساتھ رات کو سوتے وقت پڑھ لیا کرو' انشاء اللہ پریشانیوں سے نجات مل جائے گی' کیوں وظیفے ڈھونڈتے پھرتے ہو؟' کیوں عاملوں کے پاس جاتے ہو؟ تعویذ اور گنڈے لیتے ہو' اپنا عقیدہ

خراب کرتے ہو' عورتیں اس میں بہت زیادہ مبتلا ہیں' کہتی ہیں کہ گھر میں پریشانی ہے' رشتہ نہیں آ رہا ہے' زن وشوہر میں نہیں بن رہی' یہ پریشانی ہے' یہ قرضہ ہے' ارے یہ تو ہوگا اور ضرور ہوگا کیونکہ تم نافرمانی کررہی ہو اور پھر توبہ بھی نہیں کرتیں' توبہ کی بھی توفیق نہیں ہوتی' گناہوں کو ترک کرکے توبہ کرکے دیکھو عافیت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' راحت ملتی ہے کہ نہیں ملتی' ضرور ملے گی' انشاء اللہ ضرور ملے گی۔ ایمان کے بعد سب سے بڑی قیمتی چیز جو ہے وہ عافیت ہے' اب کہاں ہے عافیت؟ قلوب بے چین ہیں' مضطرب ہیں' عورتوں کو بے غیرتی و بے حیائی کے ساتھ باہر نکال رہے ہیں' شوہر اور والدین بھی اس پر راضی ہیں۔ قرآن وحدیث میں جن لوگوں کو عذاب آخرت سے ڈرایا گیا ہے کہ جہنم میں ایسی عورتیں ہوں گی اور ایسے مرد ہوں گے' سود لینے والوں کو یہ عذاب ہوگا' چغلی کرنے والوں کو یہ عذاب ہوگا' زنا کرنے والوں کو یہ سزا ملے گی' وہ کہاں ہوگی؟ عذاب کا گھر تو جہنم ہی ہے' العیاذ باللہ تعالیٰ' اور پھر زنا کس چیز کا نام ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ زنا ایک فعل فاجر ہی کا نام نہیں ہے' آنکھ کا بھی زنا ہے' اگر شہوت سے دیکھا جائے' زبان کا بھی زنا ہے اگر ناجائز شہوانی باتیں کی جائیں' کانوں کا بھی زنا ہے' پیروں کا بھی زنا ہے' جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس تفصیل سے اعلان فرماتے ہیں تو بتاؤ آج کتنے اس سے محفوظ ہیں؟ جب برہنہ عریاں لباس میں عورتیں باہر بازاروں میں نکلیں گی تو کون سا ایسا متقی ہے جو بچ سکے گا؟ ذرا گردن جھکا کر دیکھو' اس زنا میں کتنے مبتلا ہیں' نتیجہ یہ ہے کہ خمیازہ بھگت رہے ہیں' غیبت کروگے' مردار بھائی کا گوشت کھاؤ گے' تو جہنم تو یہیں پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمان کی بداعمالی کی سزا یہیں اسی دنیا میں ملنے لگتی ہے' اس زمانے میں جو مختلف قسم کی بیماریاں اور پریشانیاں عام ہو رہی ہیں یہ سب ہماری شامت اعمال ہے اور ہمارے گناہوں کی صورت مثالی ہیں۔

بھائی! ایک مختصر سی بات کہہ رہا ہوں' خدا کے لئے رائج الوقت چیزوں سے پرہیز کرو' اپنی آنکھوں کو بچاؤ' اپنی عورتوں کو بچاؤ' اپنی حیا کو قائم کرو' اپنی شرم وغیرت کو قائم کرو' اپنا خاندانی وقار قائم کرو' بے غیرتی اور عریانی' ابلیسی وشیطانی والی بات کوئی اچھی بات ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حیا اور ایمان دونوں ایک چیز ہیں' حیا ڈھلی تو ایمان گیا' وہ عورت صحیح معنی میں عورت نہیں جس کی آنکھوں میں حیا نہیں ہے' وہ جانور ہے' انسان نہیں ہے' اس کو شرف انسانیت حاصل نہیں ہے' وہ اشرف المخلوقات میں داخل نہیں' افسوس کی بات ہے کہ ابتدا میں بچوں کو اور بچیوں کو دینی تعلیم نہیں دی جاتی' یہ بہت بڑا ظلم ہے' میں کہتا ہوں کہ ابتدا میں اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو کلام پاک تو پڑھوا دو' اللہ کا نور تو ان کے دل میں آ جائے گا اور یہ نور ایسا مستحکم ہوتا ہے کہ زائل نہیں ہوتا' آگے چل کر چاہے وہ فسق وفجور میں مبتلا ہو جائیں لیکن یہ نور غالب آکر رہے گا' اپنے بچوں پر رحم کرو اور انہیں ابتدا میں قرآن شریف ضرور پڑھوایا کرو' ارے قرآن مجید کوئی معمولی چیز ہے؟ کلام اللہ تو اللہ کا نور ہے' جب لڑکے یا لڑکی نے بچپن میں قرآن مجید پڑھا تو اس کے رگ وپے میں پیوست ہو جاتا ہے' پھر یہی چیز اس کی حیا' کی غیرت کی' آبرو کی حفاظت کرتی ہے۔ بھائی! خدا کے لئے اپنی اولاد پر رحم کرو' ابتدا میں قرآن شریف ضرور پڑھا دو' پھر آگے جو چاہے پڑھاؤ۔

بس اب دعا کرلو کہ اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائیں' یا اللہ! اپنی توحید کے نور سے ہمارے دلوں کو منور کردے' ہمارے ایمانی تقاضوں کو بیدار فرمادے تاکہ ہمیں گناہوں سے نفرت ہو جائے' یا اللہ! ہمارے ایمان کو قوی فرمادے تاکہ بے غیرتی' بے حیائی کی باتوں سے ہمیں نفرت ہو جائے۔ یا اللہ! ہم گناہوں سے مانوس ہوتے جارہے ہیں' بس یہی سب سے بڑا وبال ہے جسے ہم دنیا میں بھی بھگت رہے ہیں اور آخرت میں بھی بھگتنا پڑے گا' یا اللہ! ہمیں اپنی ذات پاک کی طرف رجوع ہونے کی توفیق عطا فرمائیے تاکہ ہم سچی توبہ کرکے آپ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار' میٹھادر کراچی
فون: 745573

اللہ کو راضی کیجئے

یاد رکھو! ایک آدمی اگر کوئی گناہ کا کام کرتا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ ہوجاتا ہے تو وہ بھی گناہ میں شریک سمجھا جاتا ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہم اپنی برادری کو' دوستوں کو ناراض نہیں کرسکتے' مگر اللہ اور اس کے رسول کو ناراض کرلیتے ہیں۔

مولانا محمد الیاس صاحبؒ جو دلی میں تھے' تبلیغی جماعت انہی کی طرف منسوب ہے' وہ فرماتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ شادی بیاہ میں بھائی بند کو راضی کرتے ہیں' چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگوں سے دشمنی اور بگاڑ ہوتا ہے ایسے موقعوں پر ان کو سو طرح خوشامد کرکے راضی کرتے اور مناتے ہیں' حتیٰ کہ (رعیت) کو بھی راضی کرتے ہیں' ایسے وقت میں وہ بھی اکڑ جاتے ہیں کہ آج تقریب ہے' ہم کچھ لے کر رہیں گے اور آپ ان کو دے کر خوش کرتے ہیں۔ اسی کو مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ قیامت نہیں ہے کہ برادری کو راضی کرتے ہو اور پرجوں کو راضی کرتے ہو مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرتے ہو۔

کہاں ہے امت؟ کہ خدا ناراض ہوجائے تو پرواہ نہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوجائیں تو پرواہ نہیں' قرآن کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں' حدیث کے خلاف کرے تو پرواہ نہیں' کیا اسی کا نام ایمان ہے؟ اور مومن کی یہی شان ہے؟ صحابہ کرامؓ کو تو ہر وقت اسی کی فکر رہتی تھی کہ اللہ تعالیٰ کو کیسے راضی کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے خوش رکھیں' ہائے افسوس! مسلمان کہاں پہنچ چکے ہیں۔

غزوۂ تبوک میں جب شدت کی دھوپ کا زمانہ تھا' کھجور بھی پک رہے تھے' منافقین اس غزوہ میں شریک نہیں ہوئے اور تین مخلص صحابی بھی رہ گئے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ بعد میں جاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہولیں گے مگر نہیں

حضرت مولانا محمد احمدؒ

جاسکے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم منزل بہ منزل وہاں پہنچ گئے۔ جب مدینہ منورہ واپس تشریف لائے تو منافقین نے آکر جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے عذر بیان کئے اور آپؐ نے ان کے ظاہر حال پر نظر کرتے ہوئے اولاً قبول فرمالیا' پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے ان کی قلعی کھول دی اور سب منافقین رسوا ہوئے' مگر یہ تین صحابی جو سچے اور مخلص تھے انہوں نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی غلطی کا صاف صاف اقرار کرلیا کہ اے اللہ کے محبوب! ہمارے پاس سواری بھی تھی اور ہتھیار بھی تھے' سب انتظام تھا' کوئی عذر نہ تھا' محض سستی کی بنا پر ہم آپ کے ساتھ نہ جاسکے' اللہ کے محبوبؐ نے اتنی ہی بات پر حضرت کعبؓ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے بارے میں جو کہ بدر میں شریک ہونے والے' احد میں شریک رہنے والے' نماز پڑھنے والے' زکوٰۃ دینے والے سب کچھ تھے' مگر ایک مرتبہ سستی سے جہاد میں شریک نہیں ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو حکم فرمادیا کہ کوئی ان سے کلام نہ کرے' چنانچہ وہ مدینہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے مگر نہ تو کوئی ان کو سلام کرتا تھا اور نہ ان کے سلام کا جواب دیتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے تو آپؐ ان کی طرف سے منہ پھیر لیتے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ خود ہی نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک روز نہایت رنج والم میں مدینہ سے باہر نکلا' ابوقتادہؓ میرے چچازاد بھائی تھے اور ہم دونوں میں نہایت محبت تھی' میں ان کے پاس چلا گیا اور ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب تک نہیں دیا اور منہ پھیرلیا۔ میں نے کہا کہ ابوقتادہ! تم خوب جانتے ہو کہ میں خدا اور رسول سے محبت رکھتا ہوں اور نفاق وشرک کا میرے دل پر کوئی اثر نہیں' پھر تم کیوں مجھ سے بات نہیں کرتے؟ ابوقتادہؓ نے اب بھی جواب نہ دیا' جب میں نے تین بار اسی بات کو دہرایا تو صرف اتنا جواب دیا کہ: ''اللہ و رسولہ

اعلم" یعنی اللہ اور رسول ہی کو خوب معلوم ہے' مجھے بہت ہی رقت ہوئی اور میں خوب ہی رویا' اس کے بعد شہر کو لوٹ کر آیا اور مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک قبطی جو شام سے غلہ فروخت کرنے کے لئے آیا تھا' یہ اعلان کر رہا تھا کہ مجھے کوئی کعب بن مالک کا پتہ بتلادے' لوگوں نے مجھے دیکھ کر میری طرف اشارہ کر دیا۔ چنانچہ وہ قبطی میرے پاس آیا اور غسان کے عیسائی بادشاہ کا ایک خط دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے سردار نے تم پر انتہائی ظلم کر رکھا ہے اور سخت بے وفائی کا معاملہ کیا ہے' اللہ تعالیٰ تم کو اس ذلت اور ناقدری کی جگہ نہ رکھے' سو اگر تم وہاں سے منتقل ہونا چاہو تو ہمارے پاس آ جاؤ' ہم تمہاری ہر طرح غم خواری اور مدد کریں گے' جب میں نے عیسائی بادشاہ کے اس خط کو پڑھا تو اپنے دل میں کہا کہ یہ بھی میری ایک آزمائش ہے اور اس سے مجھے بہت صدمہ ہوا کہ میرے بارے میں کافر لوگ طمع کرنے لگے' پھر میں نے اس خط کو تنور میں ڈال کر نذر آتش کر دیا۔

ابن عابد کی روایت ہے کہ حضرت کعب بن مالکؓ نے اس خط کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کے اعراض کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اور میں اس نوبت کو پہنچ گیا کہ میری طرف مشرکین رغبت کرنے لگے اور اپنی طرف مائل کرنے کے خواہشمند ہونے لگے'

بہر حال کعب بن مالکؓ پر اسی حالت میں چالیس دن گزرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد خزیمہ بن ثابتؓ یہ حکم لے کر پہنچے کہ اپنی اہلیہ سے علیحدگی اختیار کر لو۔ انہوں نے پوچھا کہ طلاق دے دوں؟ تو کہا کہ نہیں بلکہ بیوی سے علیحدہ رہیں' اس سے ملاقات نہ کریں۔ چنانچہ اپنی بیوی کو میں نے میکے بھیج دیا' الغرض اب بیوی سے بھی جدائی ہو گئی اور پچاس دن تک وہ اسی حال میں تڑپتے رہے کہ زمین باوجود کشادگی کے ان پر تنگ نظر آتی تھی' کوئی بھی ان کو اپنا نظر نہیں آتا تھا' دنیا ہی ان کے لئے تاریک تھی اور پچاس دن کے بعد قرآن کی آیات نازل ہوئیں اور ان کی توبہ قبول ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

"اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا' یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا کی گرفت سے پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے' پھر ان کے حال پر بھی خاص توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ بھی رجوع رہا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے' بڑے رحم کرنے والے ہیں۔" (پ۱۱)

آپ بتلایئے کہ ایک غلطی کی وجہ سے مخلص اور سچے صحابی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کیسا عتاب ہوا' اور ہم جان بوجھ کر نماز قضا کریں' زکوٰۃ ترک کریں' اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کریں' جھوٹ بولیں' غیبت کریں' بہتان لگائیں' قرآن و حدیث کے احکام سے کوسوں دور ہو جائیں' تب بھی مسلمان ہیں' اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں؟ آخر یہ کیسے مسلمان ہیں اور یہ کون سی محبت ہے؟ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ:

"اے اللہ کے رسولؐ! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم کو محبوب بنائے گا۔"

اور پھر فرماتے ہیں:

"قسم ہے زمانہ کی! تمام انسان گھاٹے میں ہیں' مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیا۔"

نیک کام وہی ہے جو شریعت سے ثابت ہو اور جو چیز شریعت سے ثابت نہیں' اس کو کتنا ہی لوگ کہیں وہ ہرگز نیک کام نہیں ہو سکتا' جو کام صحابہؓ نے نہیں کیا' تابعین نے نہیں کیا' تبع تابعینؒ نے نہیں کیا' محدثینؒ نے نہیں کیا' ائمہ مجتہدینؒ نے نہیں کیا وہ کام نیک نہیں ہے' اصول شرع تو چار

"اے اللہ کے رسولؐ! آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم کو محبوب بنائے گا۔"

ہی ہیں جن سے احکام ثابت ہوتے ہیں' کتاب اللہ' سنت رسول اللہ' اجماع امت اور قیاس مجتہد' ان چاروں دلیلوں کے علاوہ اور کسی چیز سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا۔

آج اگر ہمارا ایمان سچا ہوجائے اور اعمال صالحہ اختیار کرلیں' شادی میں' غمی میں' لینے دینے میں' ملنے جلنے میں' کاروبار میں' صورت میں' سیرت میں' غرض ہر چیز میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرلیں تو آج بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

بہت سے لوگ بزرگی صرف کرامت کو سمجھتے ہیں اور ہمارے بہت سے حضرات عوام کے سامنے کرامتوں کو اس طرح بیان کرتے ہیں جیسے یہی سب کچھ ہے' اس کے بغیر آدمی بزرگ ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ بہت بڑا دھوکہ ہے اور اکثر عوام کی گمراہی کا سبب بنتا ہے' اصل بزرگی اتباع سنت ہے۔

حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے آکر کہا کہ فلاں بزرگ ہوا پر اڑتے ہیں اور ایک مہینہ کا راستہ ایک دن میں طے کرلیتے ہیں' تو فرمایا کہ وہ تو ایک مہینہ کا راستہ ایک دن میں طے کرتے ہیں اور شیطان مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں طے کرتا ہے' تو تم اسی کے معتقد ہوجاؤ' ہوا پر اڑنا کرامت نہیں ہے بلکہ اصل کرامت یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔

ایک بزرگ دریائے دجلہ میں پانی پر مصلی بچھاکر نماز پڑھ رہے تھے' اسی اثنا میں ایک دوسرے بزرگ وہاں آئے اور ہوا پر مصلی بچھاکر نماز پڑھنے لگے' جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم نے دریا میں نماز پڑھ لی تو کیا ہوا؟ پانی میں مچھلیاں بھی رہتی ہیں' اور میں نے ہوا میں نماز پڑھ لی تو کیا ہوا؟ ہوا میں چڑیاں بھی رہتی ہیں' اگر یہ کوئی کمال ہوتا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی پانی اور ہوا میں نماز پڑھتے مگر آپؐ نے ہمیشہ زمین پر نماز پڑھی اور آپ کا دل عرش پر رہتا تھا۔ یہ ہے اصل کمال کہ آدمی زمین پر نماز پڑھے اور اس کا دل عرش پر ہو' اور ساری بزرگی اسی میں ہے کہ سنت کی پیروی کرے۔

شیخ محی الدین ابن عربیؒ بہت بڑے قطب زمانہ تھے' ان کو شیخ اکبر کہا جاتا ہے' وہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا سنت ہے' جو اس کو سنت سمجھ کر کرتا ہے تو یہ اتنی بڑی کرامت ہے

شیخ محی الدین ابن عربیؒ فرماتے ہیں کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پیر رکھنا اور نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالنا سنت ہے' جو اس کو سنت سمجھ کر کرتا ہے تو یہ اتنی بڑی کرامت ہے کہ سو مرتبہ ہوا میں اڑنا اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں اتباع سنت ہے اور اتباع سنت سے قرب ہوتا ہے اور ہوا پر اڑنے سے کچھ بھی قرب نہیں ہوتا

کہ سو مرتبہ ہوا میں اڑنا اس کے مقابلے میں کچھ نہیں' وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں اتباع سنت ہے اور اتباع سنت سے قرب ہوتا ہے اور ہوا پر اڑنے سے کچھ بھی قرب نہیں ہوتا۔ اگر ہم سنت کا راستہ اختیار کرلیں تو رحمت کا دروازہ کھل جائے' اس لئے ہم کو چاہئے کہ اپنے کو تبدیل کریں۔

بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں چلنے کا پہلا دروازہ توبہ ہے' بغیر اس سے پار ہوئے آدمی آگے نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''وہ مجاہدین ایسے ہیں کہ توبہ کرنے والے ہیں' عبادت کرنے والے ہیں' اللہ کی حمد کرنے والے ہیں' خدا کی راہ میں پھرنے والے ہیں' رکوع کرنے والے ہیں' سجدہ کرنے والے ہیں' نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے ہیں' اور بری باتوں سے باز رکھنے والے ہیں' اور خدا کی حدود کا خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مومنین کو (جن میں یہ صفات ہوں) آپ خوشخبری سنادیجئے (کہ ان سے جنت کا وعدہ مذکور ہے)۔''

اس آیت میں سب صفات سے مقدم توبہ کو فرمایا ہے' اسی لئے بزرگوں نے پہلا دروازہ توبہ کو قرار دیا ہے' جس طرح احکام ظاہری میں سب سے مقدم ہے کہ ناپاک آدمی نماز نہیں پڑھ سکتا' اس کے لئے غسل کرتا ہے' پاک ہوتا ہے' نماز کے لئے یہ شرط ہے کہ جسم پاک ہو' جگہ پاک ہو' کپڑا پاک ہو' تب نماز ہوتی ہے اسی طرح دل کا پاک ہونا بھی

باقی صفحہ 23 پر

سیرت طیبہ کی ایک جھلک

مولانا سعد حسن یوسفی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل حمیدہ سونے اور جاگنے میں:

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اول رات آرام فرماتے' اور نصف آخر کے اول حصہ میں اٹھ جاتے۔

☆......شروع رات جب کسی قدر گہری نیند ہوتی' سیدھی کروٹ اس طرح سوتے کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی پر سیدھا رخسار رکھ لیتے' اور تین مرتبہ یہ الفاظ ارشاد فرماتے: "رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک"

☆......کسی شخص کو پیٹ کے بل اوندھا لیٹا ہوا یا سوتا ہوا دیکھتے' تو بہت ناراض ہوتے اور پاؤں سے چھیڑ کر اس کو اٹھا دیتے۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے پر' چٹائی پر' ٹاٹ پر' بان کی بنی ہوئی چار پائی پر' صرف چمڑے پر سیاہ کپڑے اور کبھی زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔

☆......جس ٹاٹ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے' اس کو صرف دو تہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سونے میں خراٹے لینے کے عادی تھے۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا' اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتو ایسے لیٹنے سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔

☆......عشاء سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں سوتے۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ایسے گھر میں آرام نہیں فرماتے کہ جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔

☆......اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔

☆......اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔

سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرماتے۔

☆......رات کو جناب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو چار پائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی' رات کو جاگتے تو اس پیشاب کرتے۔

☆......آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی' ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ لگاتے' اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔

☆......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے' کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔

☆......ہر رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ تکیہ پر سر رکھنے کے بعد قل ھو اللہ احد' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں میں پھونک لیتے' پھر ان کو کھول کر پورے بدن مبارک پر جہاں تک ہاتھ جاتا' پھیر لیتے' اور ہاتھوں کو سر اور چہرے سے نیچے کی جانب پھیرنا شروع کرتے اس طرح تین مرتبہ کرتے۔ نیند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوتے تو یہ الفاظ ارشاد فرماتے: "الحمدللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات طیبہ پینے میں:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانی چوس کر بغیر آواز کے نوش فرماتے، غٹ غٹ کر کے آواز کے گھونٹوں سے کبھی نہیں پیتے تھے۔

☆...... آپ کو میٹھے پانی کا بہت شوق تھا، دور دور سے، یعنی دو روز تک کی مسافت سے منگا کر نوش فرماتے تھے۔

☆...... ازواج مطہرات میں چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خصوصی اُنس تھا، اس لئے عادتِ طیبہ تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جس برتن سے اور جس رُخ سے پانی پیتیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے لبِ مبارک اسی جگہ لگا کر پانی نوش جان فرماتے۔

☆...... پینے کی چیزوں میں دودھ طبیعت پاک کو سب سے زیادہ مرغوب تھا۔

☆...... دودھ کبھی تنہا استعمال فرماتے اور کبھی ٹھنڈا پانی ملا کر نوش جان فرماتے۔

☆...... کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشک یا ڈول سے منہ لگا کر پانی پی لیا کرتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ پہلے عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے۔

☆...... جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آ رہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔

☆...... جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپؐ خود سب سے آخر میں نوش جان فرماتے اور اور فرماتے کہ ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔

☆...... حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم عام استعمال گاہوں مثلاً نہروں، ندیوں یا تالابوں سے پانی منگا کر نوش فرمایا کرتے تھے تاکہ عام مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت حاصل فرمائیں۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کانچ، مٹی، تانبے اور لکڑی کے برتنوں میں پانی نوش فرمایا ہے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جو کے ستو استعمال فرماتے۔

☆...... بادام کے ستو ایک مرتبہ خدمتِ عالی میں پیش ہوئے تو آپؐ نے ان کو پینے سے انکار فرمایا اور فرمایا کہ یہ امراء کی غذا ہے۔

☆...... شہد ملا ہوا دودھ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوش نہیں فرماتے اور فرماتے کہ "دو سالن ایک برتن میں" یعنی یہ اسراف کیسا؟

☆...... آپ پانی بیٹھ کر تین سانس میں اس طرح نوش فرماتے کہ ہر دفعہ برتن سے منہ مبارک لگاتے وقت بسم اللہ کہتے اور جب برتن کو منہ سے ہٹاتے تو الحمدللہ فرماتے، آخر مرتبہ الحمدللہ کے ساتھ والشکر للہ بھی بڑھا دیتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوقِ سلیم لباس میں:

☆...... تمام لباسوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتا زیادہ پسند فرماتے۔

☆...... کرتے کی آستین نہ اتنی تنگ رکھتے اور نہ اتنی کشادہ، بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔

☆...... کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینۂ اطہر صاف نظر آتا، اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔

☆...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قمیص زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر الٹا ہاتھ الٹی آستین میں۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پاجامہ کبھی نہیں پہنا، بلکہ ہمیشہ تہبند باندھا ہے۔ البتہ پاجامہ پہننے کے لئے خریدا ہے اور اپنے احباب کو پہنتے دیکھا ہے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم تہبند نصف پنڈلی سے ہمیشہ اونچا رکھتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا ہوتا تھا۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوڑھنے کی چادر کی لمبائی چار گز اور چوڑائی میں دو گز ایک بالشت ہوتی تھی۔

☆...... کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر کو سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پہننے کے کپڑوں میں سے مثلاً کرتہ، تہبند، چادر یا جوتا وغیرہ ان میں سے کسی کا فاضل جوڑا بنا کر نہیں رکھا۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔

☆...... سفید لباس تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔

☆...... خالص وگہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔

☆...... جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکران الفاظ میں ادا فرماتے: "اللھم لک الحمد کما کسوتنیہ اسئلک خیرہ و خیرہ ماصنع لہ واعوذبک من شرہ وشر ما صنع لہ۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ تقریباً سات گز کا ہوتا تھا۔

☆...... آپؐ عمامہ باندھتے تو شملہ ضرور چھوڑتے اور کبھی عمامہ کا ایک پیچ ٹھوڑی کے نیچے گردن پر لے لیتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمامہ کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان پیچھے کی جانب چھوٹا

☆...... عمامہ باندھنے کے ختم پر اس کا آخری پلو بجائے آگے کے پیچھے رخ میں اڑس لیتے۔ تپش آفتاب کی وجہ سے کبھی عمامہ کا شملہ سر مبارک پر ڈال لیا کرتے۔

☆...... عمامہ کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی ضرور اوڑھا کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔

☆...... وطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سر چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔

[redacted]

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی ٹوپی اٹھی ہوئی باڑ دار ہوتی تھی، جس کو کبھی نماز پڑھتے وقت اپنے سامنے رکھ لیا کرتے (گویا اس سے سترہ کا کام لیتے)

☆...... آپؐ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی انگوٹھی پہنتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی سیدھے اور الٹے دونوں ہاتھوں کو چھنگلیاں میں پہنی ہے۔

☆...... انگوٹھی کا نگینہ آپؐ نے کبھی چاندی کا رکھا اور کبھی حبشی پتھر کا۔

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ تھی کہ انگوٹھی کا نگینہ بجائے اوپر کی جانب کے ہاتھ کے اندر کی ہتھیلی کی طرف رکھتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ کندہ ہوا تھا محمد ایک سطر میں، رسول دوسری سطر میں اور اللہ تیسری سطر میں......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا:

☆...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے۔

☆...... جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر الٹا پاؤں الٹے جوتے ہیں۔ اور جوتا اتارتے وقت پہلے الٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے اور پھر سیدھا۔

☆...... جوتا کبھی کھڑے ہوکر، کبھی بیٹھ کر پہنتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جوتا اٹھاتے، تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جوتے میں دو تسمے رکھتے، ایک تسمہ انگوٹھے اور اس کے برابر والی انگلی میں رہتا اور دوسرا چھنگلیا اور اس کے برابر والی انگلی میں۔

☆...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ایک بالشت دو انگل لمبا تھا۔ تلوے کے پاس سات انگل چوڑا اور دونوں تسموں کے درمیان پنجے پر سے دو انگل فاصلہ ہوتا تھا۔

☆☆......☆☆

قرآن مجید کی عظمت وفضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو، وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔ (ترمذی، دارمی)

فائدہ: اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان کے دل کو قرآن سے خالی نہ ہونا چاہئے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کے لئے بھی کان لگائے، اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے جو بڑھتی چلی جاتی ہے (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی) خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا چلی جائے گی اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کے لئے قیامت کے دن نور ہوگی، جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (مسند احمد)

فائدہ: اللہ اکبر! قرآن مجید کسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے، وہ بھی ثواب سے مالا مال ہوجائے گا۔ (حیوۃ المسلمین)

دُعا۔ مؤمن کا ہتھیار

مفتی احمد عبدالحسیب تنویر قاسمی

جب انسان خدا کی عبادت کرتا ہے تو خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور جب عبادت و بندگی کا اعلیٰ نمونہ پیش کر دیتا ہے یعنی سوالی بن کر اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اور بھی خوش ہو جاتا ہے اور اس کی مراد و تمنا کو قبول فرما کر مانگی ہوئی چیزیں عطا کر دیتا ہے' اسی وجہ سے احادیث میں اللہ سے مانگنے والے کے بڑے فضائل آئے ہیں۔ دنیا میں کسی سے بھی مانگنا ہو تو شرم و حیا محسوس ہوتی ہے اور جس سے مانگا جائے وہ کبھی ناراض بھی ہو جاتا ہے مگر دینے والا اللہ' اس کی بات ہی نرالی ہے' وہ مانگنے والے سے خوش ہوتا ہے اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ سے نہیں مانگتا اللہ اس پر غصہ ہوتے ہیں۔''

(مشکوٰۃ ۱/۱۹۵)

کسی نے اس کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے: ''جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے''۔

حقیقت یہ ہے کہ دعا میں سستی اور کاہلی بڑی محرومیت کی بات ہے' آفت و مصیبت اور دشمنوں سے نجات کے لئے' بلاؤں کو دور کرنے کے لئے ہم کیا کچھ نہیں کرتے؟ عملیات کے لئے عاملوں کے گرد چکر لگاتے ہیں' اور مشکل سے مشکل تدابیر اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے مگر اصل نسخہ (جو اس جیسے تمام مسائل میں مفید اور نافع ہے) کو اختیار نہیں کرتے' جو ہر تدبیر سے آسان ہے' کہیں یہ غلط فہمی نہ ہو جائے کہ جائز تدابیر کے چھوڑنے کی ترغیب دی جا رہی ہے بلکہ سب سے بڑی تدبیر یعنی دعا کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے' جو دنیا اور آخرت میں نافع ہے' جو مانگنا ہو اللہ سے مانگے' اس لئے کہ اللہ ہی دینے والے ہیں' سب اس کے محتاج بندے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

''اے لوگو! تم سب کے سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز اور لائق تعریف ہے۔''

لہٰذا بندے کو چاہئے کہ اپنی تمام تر ضرورتیں چاہے' وہ چھوٹی ہوں یا بڑی' دنیوی ہوں یا اخروی' محتاج بندوں کے سامنے پیش کرنے کے بجائے اس ذات کے سامنے پیش کرے جو غنی ہے' جس کے خزانہ میں کبھی کمی نہیں آتی' اور وہ ذات کبھی محروم نہیں کرتی' اگر خدائے پاک کسی دعا کے بارے میں حکمت و مصلحت کے پیش نظر اسے قبول نہ کریں تو یہ ممکن ہے مگر کوئی بھی دعا ضائع نہیں ہوتی' آخرت میں ضرور کام آئے گی۔

اللہ نے مانگنے کا حکم دیا:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

''ادعونی استجب لکم۔'' (سورۃ مومن)

(اے بندو! مجھ سے مانگو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا)

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

''ادعوا ربکم تضرعاً و خفیہ۔'' (سورۃ اعراف)

(اپنے رب کو عاجزی کے ساتھ خفیہ انداز سے پکارو)

ایک جگہ مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا:

''و اذا سالک عبادی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان'' (سورۃ بقرہ:۱۸۶)

(اے نبی ﷺ! میرے بندے آپ سے میرے متعلق سوال کریں تو (آپ فرما دیجئے کہ) میں قریب ہوں اور مانگنے والے کی پکار کو منظور کرتا ہوں)

ان آیات میں اللہ نے بندوں کی مراد' دعا اور تمنا کو پورا کرنے کا وعدہ فرمایا' ترمذی شریف

میں ہے کہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں۔ (۱۷۵/۲)

دعا مومن کا ہتھیار ہے:

حضرت علیؓ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''دعا مومن کا ہتھیار ہے۔''

اس حدیث میں ''دعا مومن کا ہتھیار ہے'' کا مطلب یہ ہے کہ دعا سے بڑی بڑی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں' شیطانی حملوں سے حفاظت ہوتی ہے' انسانی دشمنوں پر فتح یابی حاصل ہوتی ہے' ظالموں سے نجات ملتی ہے' اس لئے اس کو مومن کا ہتھیار قرار دیا گیا ہے۔

اللہ بے حساب معاف فرماتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان کو جب دھتکار دیا گیا تو اس نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ: ''آپ کی عزت کی قسم! آپ کے بندوں کو بہکاتا ہی رہوں گا جب تک کہ روحیں ان کے جسموں میں ہوں گی۔'' جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ''اپنی عزت و رفعت شان کی قسم! جب تک وہ مجھ سے معافی مانگتے رہیں گے ان کو بخشتا ہی رہوں گا۔'' (الترغیب والترہیب)

اللہ کے دینے سے اس کی دولت گھٹتی نہیں:

دنیا میں جو کچھ ہے یہ سب اللہ کی دی ہوئی چیزیں ہیں اور عام طور پر خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے مگر اللہ کے خزانے سے کم نہیں ہوتا' وہ برکتوں کا خزانہ ہے' اس میں کبھی کمی نہیں آتی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ کا ہاتھ ہر وقت بھرا ہوا ہے'
وہ کتنا ہی خرچ فرمادے' کم نہیں ہوتا'
رات' دن خرچ فرماتے ہیں' تم ہی بتاؤ؟
جب سے اس نے آسمان و زمین پیدا
فرمائے ہیں' کتنا خرچ فرمادیا؟ حالانکہ
جو اس کے ہاتھ میں تھا اس میں سے کچھ
بھی کم نہیں ہوا۔''

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی حاجت کا سوال کرے' یہاں تک کہ چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگو اور اگر نمک کی حاجت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرو

چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اللہ سے مانگو:

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے ضرور اپنی حاجت کا سوال کرے' یہاں تک کہ چپل کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ بھی اسی سے مانگو اور اگر نمک کی حاجت ہو تو وہ بھی اسی سے طلب کرو۔ (مجمع الزوائد)

دعا کی مقبولیت کس کو کہتے ہیں:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بھی مسلمان اللہ کے حضور دعا کرتا ہے جس میں گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک عنایت فرماتا ہے:

۱:...... یا تو جو مانگا ہے' اس کو قبول فرمالیتا ہے اور مانگی ہوئی چیز دنیا ہی میں اس کو دے دی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۵۹/۱' تحفۃ المسلمین ۴۹۳/۱)

۲:...... یا دعا کرنے والے کو جو چیز مانگی وہ تو نہیں' البتہ اس کے مماثل چیز عنایت فرمادیتے ہیں' نیز عطا کئے بغیر کوئی آفت یا مصیبت آرہی ہو تو اس سے بچادیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۵۹/۱)

۳:...... یا اس دعا کو دنیا کے بجائے آخرت کے لئے ذخیرہ بنادیتے ہیں اور دعا کے عوض ثواب آخرت میں کئی گنا اضافہ کے ساتھ عطا فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۵۹/۱' کتاب الدعاء)

دعا کرنا کبھی نہ چھوڑے:

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ جب تک گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ کرے (یعنی گناہ کی چیز نہ مانگے اور رشتہ ناطے کو ختم کرنے کی دعا نہ کرے) اور قبولیت کے لئے جلدی نہ کرے تو اس کی دعا ضرور قبول ہوجاتی ہے' صحابہؓ نے پوچھا کہ جلدی کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ جلدی کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے کہ میں نے دعا کی اور قبولیت کے آثار دکھائی نہیں دیتے' یہ کہہ کر وہ ناامید ہوجاتا ہے' پھر دعا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۴۹/۱)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا رب زندہ اور

فیاض (خوب دینے والا) ہے، جب کوئی اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے تو سائل کو نامراد لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم محسوس ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف ۱۹۶/۲)

خوشحالی میں بھی دعا کرے:

آدمی پر جب مصیبت آتی ہے تو دعا کرواتا ہے، علماً اور بزرگان دین کی خدمت میں دعا کی درخواست لئے پہنچتا ہے اور جب خوشحالی کا دور اور سلسلہ چلتا ہے تو نہ خود دعا کرتا ہے اور نہ دعا کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے فرمایا کہ بندہ آرام اور خوشی کے زمانہ میں بھی دعا کرتا ہے اور مشکل حالات میں بھی تو فرشتے اللہ کی بارگاہ میں یوں سفارش کرتے ہیں کہ اے بار الٰہ! یہ جانی پہچانی آواز ہے، اس کو قبول فرمایئے، اور جو بندہ صرف مشکل حالات میں دعا کرتا ہے تو فرشتے انجان بنتے ہیں، یوں کہتے ہیں کہ یہ آواز کس کی ہے؟ ہم کو معلوم نہیں اور قبولیت کے لئے سفارش بھی نہیں کرتے۔

دعا سے تقدیر بھی بدل جاتی ہے:

عموماً یہ بات مشہور ہے کہ انسان کی قسمت (تقدیر) اس کی پیدائش سے پہلے ہی لکھ دی جاتی ہے اور جو لکھ دیا گیا وہ یقیناً ہو کر رہتا ہے خواہ کچھ ہو مگر حدیث میں ہے کہ دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۱۹۵/۱)

یعنی کسی کی تقدیر میں خدانخواستہ برائی لکھ دی گئی اور خود اس نے اپنے لئے یا کسی اور نے اس کے لئے خیر کی دعا اللہ سے مانگی تو اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ برائی کو اللہ بھلائی سے بدل دیتے ہیں۔

دعا میں حضور قلبی ضروری ہے:

جس طرح دنیا میں کسی سے کوئی چیز مانگنا ہوتا ہے تو مانگنے سے پہلے عاجزی دکھاتے ہیں اور دینے کے بعد شکریہ ادا کرتے ہیں، اسی طرح اللہ جو سخیوں کا سخی، بے حد و حساب دینے والا ہے، بغیر استحقاق کے ہم کو دیتا ہے، اس سے مانگتے وقت دل کو حاضر رکھ کر عاجزی اور اخلاص، اور امید کے ساتھ مانگنا چاہئے کہ اللہ یقیناً ہماری دعاؤں کو قبول کرے گا تو مذکورہ کیفیت کے ساتھ مانگی ہوئی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد، مشکوٰۃ شریف ۱۹۵/۱، تحفہ ۴۹۵/۱)

نامراد لوٹاتے ہوئے اللہ کو شرم آتی ہے:

دعا کرتے وقت یکسوئی یعنی حضور قلبی ہو، بندہ اخلاص کے ساتھ (گناہ یا قطع رحمی کا سوال نہ کرتے ہوئے) مانگتا ہے تو اللہ کو بغیر قبول کئے شرم آتی ہے۔ (بلوغ المرام ۳۱۳) اس لئے اللہ سے مانگتے وقت قبولیت کی امید رکھنی چاہئے۔

دعا کی قبولیت کے لئے شرط:

حضرات علماً نے دعا کی قبولیت کے لئے جہاں دیگر باتوں کو بیان کیا، وہیں شرط کے طور پر اس مسئلہ کو بھی بیان کیا ہے کہ اکل حلال ضروری ہے، حرام دانہ پیٹ میں جاکر دعاؤں کے اثر کو ختم کردیتا ہے۔

> **حضرات علماً نے دعا کی قبولیت کے لئے جہاں دیگر باتوں کو، بیان کیا ہے، وہیں شرط کے طور پر اس مسئلہ کو بھی بیان کیا ہے کہ اکل حلال ضروری ہے، حرام دانہ پیٹ میں جاکر دعاؤں کے اثر کو ختم کردیتا ہے**

حجاج بن یوسف کا واقعہ مشہور ہے کہ حجاج بڑا ظالم و جابر تھا، مختلف وجوہات کی بناء پر اس نے ہزاروں علماً کو شہید کروایا۔ حجاج کے دور میں چند ایسے افراد تھے جن کی دعائیں قبول ہوتی تھیں، جن کو مستجاب الدعوات کہا جاتا تھا، حجاج کو (چونکہ ظلم و ستم اس کا ہر جگہ اور ہر طبقہ کے افراد پر ہوتا تھا) کسی نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ کہیں ان مستجاب الدعوات افراد میں سے کوئی اللہ سے آپ کے خلاف بددعا نہ کردے جس سے آپ کی حکومت کا تختہ الٹ جائے، اس سلسلہ میں کوئی تدبیر اختیار کرلیں۔ حجاج نے پوچھا کہ اس بددعا سے بچاؤ اور حفاظت کا طریقہ کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کو حرام چیز کھلادی جائے تو ان کی قبولیت دعا کا اثر ختم ہوجائے گا اور آپ صحیح سلامت اپنی حکومت چلاسکیں گے، حجاج کو یہ رائے پسند آئی اور اس نے ایک دن حرام کی آمدنی اور دولت سے دعوت کی، ان حضرات کو مدعو کیا اور شاہی دسترخوان سجادیا گیا، یہ اللہ والے بھولے بھالے تھے، تحقیقات میں گئے بغیر انہوں نے بادشاہ حجاج کی دعوت میں شرکت کرلی اور ما حضر کی مختلف انواع و اقسام کی اشیاء کو تناول فرمایا، جب کھانے سے فارغ ہوچکے تو حجاج نے اطمینان بھری سانس لی کہ جس چیز کا مجھے ان حضرات سے ڈر تھا وہ اب ختم ہوگئی یعنی مستجاب الدعوات ہونے کی وجہ سے یہ میرے خلاف اگر بددعا کرتے تو میری حکومت کا تختہ الٹ جاتا، مگر اب یہ حرام غذا کھاچکے، ان کی دعا میں اب وہ اثر نہیں رہے گا

جس کا مجھ کو ڈر ہے۔(الامان والحفیظ)

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص جو اپنے پروردگار سے دعا کرتا ہے کہ اے میرے رب! اور اس کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس کا کھانا حرام' اس کا پینا حرام' اس کا لباس حرام حتیٰ کہ اس کی نشوونما بھی حرام غذا سے ہوتی ہے تو ایسے آدمی کی دعا کیسے قبول ہوسکتی ہے۔(مسلم شریف ۱/۳۲۶)

قبولیت دعا کے لئے مخصوص اوقات:

دعا میں اخلاص ہو' حضور قلبی ہو' خشوع ہو تو ایسی دعاؤں کو اللہ یقیناً قبول کرتے ہیں مگر پھر بھی حضرات علماً نے بعض اوقات کی تعیین کردی ہے جس میں خصوصیت کے ساتھ دعا کا قبول ہونا معلوم ہوتا ہے:

۱:......نویں ذی الحجہ کو جس کو عرفہ کا دن کہا جاتا ہے' حجاج کرام کے لئے میدان عرفات میں اور غیرحجاج کے لئے اپنے اپنے مقام پر۔

۲:...... سجدہ کی حالت میں' حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اللہ سے قریب ہوجاتا ہے' اس لئے تم سجدہ کی حالت میں خوب دعا کرو۔(مسلم شریف ۱/۱۹۱)

نوٹ: سجدہ کی حالت میں نماز کا سجدہ مراد لیا جائے تو نفل نماز کا سجدہ سمجھا جائے گا' اس لئے کہ فرض نماز کے سجدہ میں دعا ثابت نہیں' البتہ کوئی غیرنماز میں' جیسے عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ فرض نماز اور سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ میں جاکر دعا کرتے ہیں تو اس کی بھی اجازت ہے اور یہ طریقہ قبولیت دعا اور اخلاص وخشوع کی دعا کے لئے موثر اور مجرب بھی ہے۔

۳:......رمضان المبارک کے مہینہ میں۔

۴:......سحر (یعنی فجر سے پہلے تہجد کا وقت)

حدیث میں صراحت ملتی ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور پکار لگائی جاتی ہے کہ: "ہے کوئی! مجھ سے دعا کرے' میں اس کی دعا قبول کروں اور ہے کوئی مغفرت کا طلبگار! کہ اس کو مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے۔"(بخاری ۱/۱۵۳)

کسی شاعر نے اس مضمون کو اپنی تخلیق میں یوں ذکر کیا ہے:

> حدیث میں صراحت ملتی ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور پکار لگائی جاتی ہے کہ: "ہے کوئی! مجھ سے دعا کرے' میں اس کی دعا قبول کروں اور ہے کوئی مغفرت کا طلبگار! کہ اس کو مغفرت کا پروانہ دے دیا جائے۔" (صحیح بخاری)

ہر رات کے پچھلے حصہ میں کچھ دولت لٹتی رہتی ہے\
جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے جو جاگتا ہے وہ پاتا ہے

۵:...... جمعہ کے دن' خاص طور پر عصر کے بعد سے سورج ڈوبنے تک اور خطبہ کے لئے خطیب کے منبر پر بیٹھنے سے سلام پھیرنے تک۔(معارف السنن ۴/۳۰۸)

۶:......شب قدر' شب برأت۔

۷:...... لیلۃ الجائزہ' رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوتے ہی شوال کا چاند نکلنے پر' مغرب میں چاند نکلا تو چاند نکلنے سے لے کر صبح صادق تک کی رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام والی رات کہا جاتا ہے۔

۸:......فرض نمازوں کے بعد۔

۹:......اذان واقامت کے درمیان۔

۱۰:......ختم قرآن کے وقت۔

۱۱:......کعبۃ اللہ کو دیکھتے وقت۔

دعا کے آداب:

دعا میں چونکہ اللہ سے اپنی ضروریات اور حاجات کو مانگنا ہے' اس لئے اللہ کی کبریائی' قادر مطلق ہونا اور اس کی بزرگی وبرتری کا احساس' یہ چیزیں تو بہرحال ضروری ہیں' نیز بزرگان دین نے تجربات کی روشنی میں کچھ مخصوص آداب تحریر فرمائے ہیں جن کو اختیار کرنے سے امید ہے کہ دعا شرف قبولیت حاصل کرے گی:

(۱) پاک ہونا' (۲) باوضو ہونا' (۳) دعا کے شروع اور ختم پر اللہ کی حمد وثنا کرنا اور درود شریف پڑھنا' (۴) دعا سے پہلے دو' چار رکعت نماز پڑھنا' (۵) دعا کی قبولیت کی امید رکھنا نیز اخلاص سے مانگنا' (۶) دونوں ہاتھ سینے کے بالمقابل رکھنا اور دونوں ہاتھوں کے درمیان دو تا چار انگل کا فاصلہ رکھنا' (۷) دعا میں اپنے عاجز ہونے کا اقرار کرنا' (۸) ہر چیز کو تین تین مرتبہ مانگنا' (۹) گناہوں کا اقرار کرکے شرمندگی کا اظہار کرنا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کرنا۔

☆☆............☆☆

قادیانیوں کا انوکھا کفر

مرزائیت کی خفیہ اور گہری چالوں سے واقف ہونے پر بحمد تعالیٰ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا' جس کا واحد اور آسان حل ایمانداری اور اتحادانہ طریقہ پر یہی تھا کہ مرزائی اپنے غلط عقائد سے توبہ کر کے مرزا قادیانی کے خلاف اسلام اور خلاف سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کتابوں اور رسالوں کو خود بخود ضبط کر کے غیر مشروط طور پر مسلمان ہونے کا اعلان کر دیتے۔ مگر ابھی تک مرزائی اسی ناکام کوشش میں ہیں کہ اسلام کے نام پر مسلمانوں کا شکار کرتے رہیں۔ حال ہی میں ایک ٹریکٹ مرزائیوں کی طرف سے شائع ہوا جس کا عنوان ہے:

"انوکھے کافر" عنوان انہوں نے واقعی اپنے مطابق اختیار کیا ہے' اس سے انوکھے کافر اور کیا ہوں گے کہ اسلام کا نام لے کر اسلام کو مٹا رہے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے کر مرزا غلام احمد قادیانی کو محمد اور اللہ کا رسول مان رہے ہیں۔ کافروں سے بچنا تو آسان ہے' ایسے انوکھے کافروں سے خطرہ رہتا ہے۔"

اس مختصر سے بیان میں صرف مرزائیوں کے رسالوں اور ان کی کتابوں سے حسب سابق بتایا جائے گا کہ کیا واقعی مرزائی دنیا میں اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اور ممالک غیر میں وہ محض تبلیغ کے لئے جاتے ہیں یا کچھ اور مقصد بھی ہوتا ہے۔

ا:...... مرزا قادیانی کے آنے کا مطلب کیا ہے وہ خود کہتا ہے:

"تم خوب توجہ کر کے سن لو کہ اب اس محمد کی تجلی ظاہر کرنے کا وقت نہیں۔ سورج کی کرنوں کی اب برداشت نہیں' اب چاند کی ٹھنڈی روشنی کی ضرورت ہے اور وہ احمد کے رنگ میں ہو کر میں ہوں۔" (اربعین نمبر ۴ ص ۱۷ از مرزا قادیانی)

"اے احمد تجھے بشارت ہو...... خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔" (کتاب مذکور)

مولانا زاہد الراشدی

مرزا کی مندرجہ بالا عبارات سے پتہ چل رہا ہے کہ اس نے صاف کہا: اب محمد کی ضرورت نہیں' احمد کی ہے اور وہ میں ہوں۔ واقعی یہ انوکھا کفر ہے۔

۲:...... مرزا قادیانی نے وصیت کی کہ میرے بعد جب لوگوں سے بیعت لیں تو وہ مرزا کے نام کی لیں' چنانچہ کہا:

"اور چاہئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں' میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔" (الوصیت ص ۷ از مرزا قادیانی مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

اس بیعت میں کیا کیا اقرار لیا جاتا ہے' اس میں سب سے آخری اور ضروری شرط یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے جتنے دعوے کئے ہیں سب پر ایمان لانا ضروری ہے' چنانچہ مشروط بیعت کے الفاظ یہ ہیں:

"مسیح موعود علیہ السلام کے سب دعاوی پر ایمان رکھوں گا۔" (احمدیت کا پیغام از بشیر الدین محمود ص ۲۲)

مرزا صاحب تو بجائے خود رہے ان کے فرزند بشیر الدین کا مقام بھی اتنا بلند سمجھا جاتا ہے' ڈاکٹر احمد حسن سابق مرزائی قادیانی کا بیان ہے:

"تمام صلحا' اولیا' مجددین اور انبیا کی تعلیمات ایک طرف رکھ لیں اور خلیفہ صاحب کے بیانات ایک طرف۔" (پیغام صلح ۷/ جون ۱۹۵۰ء)

اسی وجہ سے مرزائی مبلغ جہاں جاتے ہیں مرزا قادیانی کو پیش کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے ہیں' جبکہ باہر جا کر مرزا غلام احمد قادیانی کو احمد کے نام سے پیش کرتے ہیں' چند حوالہ جات درج ہیں:

(الف) مرزا غلام احمد نے مغربی ممالک (یورپ) میں جب تبلیغی خطوط بھیجے تو ان پر یہ دستخط کئے: "الٰہی مرزا غلام احمد" (الفضل ۹/ جنوری

۱۹۴۷ء)

(ب) سوئٹزر لینڈ میں غلام احمد مبلغ مرزائیت نے تقریر کی کہ: "سو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق احمد علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آج اسلام پھر نئے سرے سے کفر کے قلعوں پر حملہ آور ہوا ہے۔" (الفضل ۴/اکتوبر ۱۹۴۷ء)

(ج) گولڈ کوسٹ مغربی افریقہ کے مبلغ بشارت احمد نے کہا: "خدا کا وہ پاک باز انسان جو موجودہ زمانہ میں دنیا کی اصلاح اس کی فلاح اور بہبودی کے لئے نبوت کے حلے میں جری اللہ فی حلل الانبیاء کا خطاب لے کر آیا بلکہ ان بشارات کے مطابق جو انبیاء سابقین نے اس کی متعلق اپنی اپنی قوم کو دی تھیں۔" (الفضل ۱۴/جنوری ۱۹۴۸ء)

(د) ہالینڈ میں جماعت قادیان کا بھی ایک مشن ہے میں وہاں گیا میں نے دیکھا کہ دو آدمی وہاں بیٹھے ان کے پاس کوئی لائبریری نہیں وہ کھلے الفاظ حضرت صاحب (مرزا) کو نبی اللہ کہہ کر پکارتے ہیں۔ (میاں محمد صاحب صدر لاہوری پارٹی کا بیان مندرجہ ۲۷/فروری ۱۹۵۲ء پیغام صلح)

جب سر ظفر اللہ خان صاحب ۴۷ء میں دمشق گئے اور وہاں مرزائیوں کے پاس قیام کیا تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ: اہالیان دمشق کو جماعت (مرزائیوں) کے علمی اور سیاسی مقام کا علم ہوا۔ (الفضل ۲۰/دسمبر ۱۹۴۷ء)

مرزائیوں کی علمی اور سیاسی سرگرمیاں اسی ایک جملے سے معلوم ہو سکتی ہیں کس طرح مسلمانوں کو اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے مگر "واللہ مخرج ما کنتم تکتمون۔"

(ر) اگر پیغامی کسی کو شکار کرتے ہیں تو مرزائی اس کے پیچھے لگ جاتے ہیں جب تک وہ مرزا کو نہ مان لے اسے ویسا ہی سمجھا جاتا ہے چنانچہ برلن کے صرف ایک واقعہ کا ذکر کیا جاتا ہے: "پیغامی مشن (لاہوری مرزائی) کی حیثیت وہاں (برلن) صرف ایک سوسائٹی کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا) کو قطعاً پیش نہیں کیا جاتا احمدیت کے بارے میں اسے واقفیت بہم پہنچائی جا رہی ہے۔" (الفضل ۱۶/مارچ ۱۹۴۸ء)

(ز) مرزائی واقعی ان تمام ملکوں میں جاتے ہیں مگر وہاں جا کر کیا کرتے ہیں اور ان کا مقام کیا ہے اس کا ذکر خود مرزا بشیر الدین محمود کے الفاظ میں عرض ہے:

"(۱) جہاں جہاں ہمارے ایک سے زیادہ مبلغ ہیں وہاں سے متواتر رپورٹیں آ رہی ہیں کہ وہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ (۲) یہ لوگ سلسلہ کا روپیہ لے کر وہاں بیٹھے ہوئے پارٹی بازی کر رہے ہیں۔ (۳) اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی دشمنی میں انتہا درجہ کا بڑھا ہوا ہے پہلے یہ بات افریقہ میں شروع ہوئی پھر ملایا میں پھر انڈونیشیا سے ایسی اطلاعات موصول ہوئیں اب انگلینڈ سے بھی ایسی رپورٹیں آ رہی ہیں (۵) کتنے افسوس کی یہ بات ہے کہ وہ مبلغ جن کا یہ کام ہے کہ وہ دوسروں میں نظام کی روح پیدا کریں وہ جہاں جاتے ہیں لڑنے لگ جاتے ہیں مولوی کیا ہوا ہلکا کتا ہوا کہ جہاں جاتا ہے لوگوں کو کاٹتا پھرتا ہے (۵) احمدیت سے ان کا دور کا تعلق بھی نہیں ایسے شخص لعنتی ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ ان کی اولادیں لعنتی ہوں گی (۶) احمدی چوہڑوں سے تو کمزور نہیں یہ بھی ایسا کر سکتے ہیں لیکن ان میں اتنا جذبہ نہیں پایا جاتا جتنا چوہڑوں میں پایا جاتا ہے۔" (خطبہ فرمودہ امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی مندرجہ الفضل ۲۲/فروری ۱۹۵۰ء)

اب آپ یہ تو بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ مرزائیت کا پس پردہ کیا حال ہے؟ نہ خدا راضی اور نہ مرزا صاحب راضی:

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

یہی وجہ ہے کہ کوئی یورپین مرزائی جب مرزائیوں کی اصلی حالت سے خبردار ہو جاتا ہے تو فوراً اس سے دست کش ہو جاتا ہے۔ محمد کا تھال جن کے مرزائی ہونے کو باعث فخر سمجھا جاتا ہے جب ہندوستان آئے تو فوراً مرزائیوں کے مخالف ہو گئے۔

محمد علی لاہوری کی شہادت ملاحظہ ہو:

"ہندوستان میں آ کر یہ اسی ہوا سے متاثر ہو گئے جو ہمارے خلاف چل رہی ہے جماعت کے اچھے خاصے مخالف بن گئے۔" (پیغام صلح ۷/۴۸)

مرزائیوں کی عجیب چال ہے پاکستان کا نام لے کر اپنے دجل کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ پاکستان کے لازوال حقیقت بن جانے کے بعد بھی اس کو دوزخ اور انگریزوں کی حکومت کو اس سے ہزار درجہ بہتر کہہ رہے ہیں ملاحظہ ہو:

"پاکستان کی تخلیق میں الٰہی مصلحت کیا ہے وہ یہی کہ اس پاک سرزمین سے آفتاب اسلام کی ضیا پاشی ہر

چہار اکناف عالم میں ہو اس ارادہ کو بروئے کار لانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے ایک قوم (مرزائی) کو منتخب کیا ہے اور اسے پاک وصاف کرنے کے لئے دوزخ میں ڈال دیا ہے جو ہر شخص کی حالت کے مطابق نمودار ہورہی ہے لیکن ہے وہی دوزخ۔"

(پیغام صلح ۱۰/نومبر ۱۹۴۸ء)

"سچی بات یہ ہے کہ انگریزی حکومت نظم ونسق اور غریبوں کی دادرسی کے لحاظ سے موجودہ حکومت سے ہزار درجہ بہتر تھی۔" (پیغام صلح ۲۳/نومبر ۱۹۴۹ء)

۳:...... مرزائیوں سے صرف ایک سوال

آج تک مسلمانوں کی طرف سے جتنی عبارتیں مرزا قادیانی' بشیرالدین اور دوسرے قادیانیوں کی کتابوں' رسالوں سے پیش کی جاتی ہیں یا اس رسالے میں جو حوالے دیئے گئے ہیں یہ غلط ہیں یا درست اگر غلط ہیں تو اعلان کریں اور درست ہیں پھر کس منہ سے کہا جاتا ہے کہ ہم تو اتحاد کے حامی ہیں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں' اہل بیت کے خادم ہیں۔ اخیر میں مسلمان بھائیوں سے التماس ہے کہ وہ مرزائیوں سے صرف یہی ایک سوال کریں کہ کیا ان کی کتابوں میں وہ حوالے موجود نہیں جو ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک وملت کو داخلی اور خارجی تمام فتنوں سے محفوظ رکھے اور جو ہاتھ اس کی سالمیت اور بقا کے لئے خطرناک ہیں وہ اللہ کے کرشل ہوجائے۔ (آمین)

☆☆............☆☆

بقیہ: ملت اسلامی ہند کا تاریخی کردار

اپنے نصاب میں شامل کیا اور مروجہ سرکاری زبان کی تعلیم کا بھی انتظام کیا' ان مقاصد اور آرزوؤں کی تکمیل کے لئے ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء میں ان حضرات نے تجربہ ونمونہ کے طور پر لکھنؤ میں ایک دارالعلوم قائم کیا اور اس کا نام "دارالعلوم ندوۃ العلماء" تجویز کیا جو اپنی شہرت و مقبولیت اور زبان زد ہونے کی وجہ سے ندوہ ہی کے نام سے موسوم ومعروف ہے' ورنہ دراصل اس انجمن کا نام جو اس مدرسہ کی نگراں وسرپرست ہے۔

اس مرکز علم ودین یا اس انجمن کے قائم کردہ دارالعلوم کی کشادہ فضاؤں میں جو ایک مرکز تعلیم سے زیادہ ایک وسیع اور جامع مدرسہ فکر اور فکری واصلاحی تحریک ہے ہم سب آپ کا انتہائی گرم جوشی سے استقبال کرتے ہیں اور اس تاریخ ساز اجتماعی اور مبارک ومنتخب محفل میں جس کے واقعات اور داستانیں شاید آنے والے زمانہ میں شکر واعتراف کے لہجہ میں سنائی جائیں اور ایک مقدس امانت اور قیمتی اثاثہ کی طرح ہماری نئی نسل کی طرف منتقل کی جائیں اور جس اجتماع میں اللہ کے فضل سے عالم اسلام نے اتنی فیاضی سے اپنے جگر کے ٹکڑے اور آنکھ کے تارے ایک جگہ جمع کردیئے ہیں کہ اس کی مثال ہمیں اس ملک کے ماضی قریب کی تاریخ میں نہیں ملتی' ہم دوبارہ اپنے معزز مہمان کی خدمت میں اسلام اور علم کا مشترکہ سلام پیش کرتے ہیں۔

یہ ملت اور یہ سرزمین پہلے بھی احسان فراموش نہ تھی' اس نے پہلے بھی اپنے عزیز ومہمانوں کی آمد پر شکر وفخر کیا ہے اور آج جبکہ اتنی کثیر التعداد اور یگانہ شخصیتوں نے اس کو اپنے قدوم سے رونق وعزت بخشی ہے اس کا سر فخر سے اونچا اور اس کی زبان وشکر ومسرت کے ملے جلے جذبات کے ساتھ زمزمہ سنج ہے۔

بقیہ: اللہ کو راضی کیجئے

ضروری ہے اور توبہ کے ذریعہ دل ہی پاک کیا جاتا ہے' اگر ہم نے سب کچھ پاک کرلیا مگر ہمارا دل ناپاک ہے تو ہماری نماز کیسی ہوگی؟ یہ ظاہر ہے' اسی دل کو پاک کرنے کے لئے اور دل کو دل بنانے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں انہیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب ودانشمندی سکھلاتے ہیں۔"

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے ہی دلوں کو پاک کردیا اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی یہ تھا کہ نفوس کا تزکیہ فرمائیں اور اسی طرح یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان کے سچے جانشینوں کی صحبت سے لوگوں کے قلوب پاک ہوتے رہیں گے' جو کوئی اللہ والوں کا دامن تھام لے گا اس کا دل بھی پاک ہوجائے گا۔

اب ہمارا حال یہ ہے کہ اللہ والوں کی صحبت میں جی نہیں لگتا' ناچ گانوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں' بری صحبتوں میں وقت گزارتے ہیں اور ہوٹلوں میں بیٹھ کر اخبار دیکھتے ہیں' قصے کہانیوں کی کتاب کو خوب شوق سے پڑھتے ہیں مگر اللہ کی کتاب کو نہیں پڑھتے اور اللہ والوں کی مجلسوں میں نہیں بیٹھتے' ہمارے مردوں کا بھی یہی حال ہے اور عورتوں کا بھی' رہے بچے تو وہ بڑوں ہی سے سیکھتے ہیں۔ (ماخوذ از روح البیان)

☆☆............☆☆

ملت اسلامی ہند کا تاریخی کردار

مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

ایک پہلو جس میں ملت ہمیشہ سرخرو با عظمت رہی اور جس کے ذکر سے میرا مقصد محض مدح سرائی اور قصیدہ خوانی نہیں' بلکہ ایک تاریخی حقیقت کا اظہار ہے وہ اس کا طاقتور دینی جذبہ' سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے اس کی والہانہ شیفتگی اور مرکز اسلام سے اس کی وہ عقیدت اور قلبی تعلق ہے جس نے مختلف تہذیبی' تمدنی اور معاشرتی فتنوں سے اس کی بارہا حفاظت کی اور اس کو ہندوستان میں آنے والی دوسری قوموں اور نسلوں کی طرح یہاں کے فلسفوں میں یکسر تحلیل ہونے سے روکا' ہندوستانی مسلمانوں نے اسلام اور مسلمانوں کے تمام مسائل سے (خاص طور پر بیسویں صدی کی ابتداہی سے) ہمیشہ سے گہری دلچسپی لی۔ خلافت عثمانیہ کی حفاظت و بقا کے لئے اس ملک میں جتنے جوش کا مظاہرہ کیا گیا (جس میں ہندو مسلمان دوش بدوش تھے) وہ اس کا ایک ثبوت ہے' تحریک خلافت جس کا برصغیر میں سیاسی و قومی شعور پیدا کرنے میں بڑا ہاتھ ہے ایک ملک گیر عوامی تحریک تھی' اس کی وسعت و مقبولیت کا اندازہ صرف انہیں لوگوں کو ہو سکتا ہے جنہوں نے وہ دور دیکھا ہے' اسی طرح فلسطین و مسجد اقصیٰ کی بازیابی کے لئے بھی مسلمانان ہند نے اپنے خیالات و جذبات کے اظہار میں کبھی کوتاہی نہیں کی' اسلامی مسائل کے بارے میں خواہ ان کا تعلق دنیا کے دور دراز گوشوں سے ہو یہاں کی ملت اسلامی ہمیشہ سے بہت ذکی الحس واقع ہوئی ہے اور اس کا عمل اس بارے میں اولین دین کے اصول پر نہیں ہے' یہ اس کی دینی جذبات اور مخصوص تربیت کا نتیجہ ہے۔

اس کا یہ جذبہ اسلامی اور دین سے گہری وابستگی' ان دینی مدارس و مکاتب کی شکل میں بھی نمایاں ہے جن کا سارے ملک میں ایک جال بچھا ہوا ہے اور جس سے کوئی شہر' قریہ مشکل سے بچا ہوگا' مسلمانوں نے علم دین کے یہ قلعے انگریزی حکومت کے استحکام اور تعلیمی نظام کے نئے رخ کو سامنے رکھ کر قائم کئے تھے جن کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہو کر ہزاروں تک پہنچتی ہے' ان میں ایک بڑی تعداد ان مدارس کی ہے جن کو علوم اسلامیہ کی طرف خصوصی توجہ کی بنا پر ہم عام طور پر ''عربی مدارس'' کے نام سے یاد کرتے ہیں' ان مدارس میں عام طور پر صحاح ستہ کی اول سے آخر تک مکمل تعلیم کا انتظام ہے اور خصوصیت کے ساتھ صحیح بخاری و صحیح مسلم' جامع ترمذی' اور سنن ابی داؤد کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی ہے اور ان کو حرفاً حرفاً پڑھایا جاتا ہے۔ اس بارے میں شاید ہندوستان کے مدارس عربیہ عالم اسلام میں منفرد ہیں۔ یہ مدارس قریب قریب سب غیر سرکاری ہیں' ملت اسلامی ان کی کفیل ہے اس ملک میں مخلص علماء ایثار پیشہ مدرسین اور رضا کار داعی ایک حد تک قربانی کے ساتھ دین و علم کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر انہیں مدرسوں کا فیض ہے اور ہندوستان میں سارے سیاسی انقلابات کے باوجود اب بھی دین سے گہرا لگاؤ پایا جاتا ہے اور علم کی شمع روشن ہے وہ اسی طریقہ کار کی برکت اور ثمرہ ہے۔

جب ہندوستان کے عربی مدارس کا ذکر آ گیا ہے تو ہندوستانی علماء و فضلاء مدارس کی اس خصوصیت کا ذکر کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ وہ نہ صرف ہندوستان کی تحریک آزادی کی جدوجہد کرنے والوں کی صف اول میں تھے بلکہ اکثر اوقات انہوں نے اس تحریک جدوجہد کی قیادت کی اور زیادہ غور سے دیکھا جائے اور انصاف سے کام لیا جائے تو اول اول یہ خیال انہیں نے دیا اور اس جذبہ میں جو حرارت' طاقت اور عمومیت پیدا ہوئی وہ انہیں کی رہین منت تھی' ان میں متعدد اصحاب نے انگریزی حکومت کے خلاف علم جہاد بلند کرنے والوں کی عملی قیادت کی' انگریز فوجوں سے دو بدو جنگ کی اور متعدد حضرات جزائر انڈمان و نکوبار اور جزیرہ مالٹا میں قید و نظر بند کئے گئے اور کئی کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی' متعدد حضرات ایسے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا خاصا حصہ ہندوستان کی جیلوں میں گزارا' حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی تحریک آزادی کی تاریخ علماء اور دینی شخصیتوں کی تاریخ کے ساتھ اس طرح گھل مل گئی ہے کہ ایک

دوسرے سے جدا کرنا ممکن نہیں رہا۔

ان کی دوسری نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر ہند کی زبان و ادب کی خدمت و ترقی میں قائدانہ حصہ لیا اور ۱۸۵۷ء کے بعد اس تحریک کی سربراہی اور رہنمائی کی' اردو کا قصر ادب جن مضبوط اور بلند ستونوں پر قائم ہے ان میں سے بیشتر طبقہ علماء سے تعلق رکھتے ہیں' انہیں نے اردو کو نیا رنگ و آہنگ نیا اسلوب اور وہ سنجیدگی اور پختگی عطا کی جو اس وقت تک اردو کا سرمایہ فخر ہے' ان میں سے ایک ایک مستقل دبستان ادب کا بانی ہے جس کی اس وقت تک پیروی کی جا رہی ہے' اردو شعراء کے مستند تذکرے اور اردو زبان کے ظہور و ارتقاء کی تاریخ میں انہیں کی تصنیفات و تحقیقات اس وقت تک اس موضوع میں ابتدائی ماخذ اور سند کا درجہ رکھتی ہیں اور ابھی تک ان سے کام لیا جاتا ہے' اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہندوستان میں علوم مذہبی اور ملک کی زبان و ادب کے درمیان وہ خلیج اور اجنبیت بھی کبھی پیدا نہیں ہوئی جو بعض دوسرے اسلامی ملکوں میں پائی جاتی ہے اور جس کا نقصان دونوں طبقوں کو کم و بیش برداشت کرنا پڑا۔

اگر اجازت دی جائے تو میں بڑے ادب کے ساتھ ایک بات اور عرض کروں گا وہ یہ کہ ہندوستانی مسلمان خدا کے فضل سے بڑی حد تک اسلام کے معاملہ میں خود کفیل ہیں وہ اسلام کے اولین و حقیقی سرچشموں کتاب و سنت اور اسلام کے اولین علمبرداروں کی سیرت و کردار ان کی قربانی و ایثار اور ان کی اولوالعزمی و حوصلہ مندی کی جلتی ہوئی شمع سے روشنی حاصل کرتے ہیں' انہوں نے اپنا عقیدہ و ایمان' اپنا حال و مال' اسلام کے چمکتے ہوئے سورج کے ساتھ وابستہ کیا ہے' مسلم اقوام یا عرب ممالک کے ابھرتے ڈوبتے ستاروں یا ٹمٹماتے چراغوں سے نہیں' وہ آنکھ بند کر کے ان میں سے کسی کی انگلی پکڑ کر چلنے والے نہیں ہیں نہ انہوں نے ان میں سے کسی کی اسلام کے ساتھ وفاشعاری کو اپنی وفاشعاری کی شرط قرار دی ہے' انہوں نے اللہ کے بھروسہ پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ان کو اسلام اور اسلامی تعلیمات کو اپنے سینہ سے لگائے رکھنا ہے خواہ دنیا کی کوئی قوم (عرب ہو یا عجم) اس سے بے تعلقی یا روگردانی اختیار کرے' اگر عرب یا دوسرے ممالک کے مسلمان اپنی پرانی تہذیبوں اور قدیم فلسفوں کے سحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور ان کا دم بھرنے لگتے ہیں تو ہم انشاء اللہ وحدت اسلامی اور شریعت اسلامی کا دم بھرتے رہیں گے' ہم اسلامی اصولوں اور اسلام کے مسلک زندگی کے معاملہ میں کسی کا سودا کرنے کے لئے تیار نہیں' ہم اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس ملک میں اور اس ملک کے باہر' اپنی اس اصول پسندی اور وفا شعاری کی قیمت ادا کرنی پڑے گی' ہمیں بہت سے ان منافع و مواقع سے آنکھیں بند کرنی پڑیں گی جو ہوا کے رخ پر چلنے والی ملتوں اور فرقوں کو حاصل ہوتے ہیں' لیکن ہمارا یقین ہے کہ ہمارا خدا اگر ہم سے راضی ہے اور ہم خلوص و فہم کے ساتھ اپنے اصولوں پر قائم ہیں تو ہمارے لئے کوئی تنگی اور ہماری قسمت میں محرومی نہیں لکھی ہے۔ اس لئے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ یہ ساری کائنات ارادۂ الٰہی کے تابع ہے اور اس کے حکم کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ ہمارا مسلک اور ہمارا عقیدہ ہے کہ:

گلہ نہیں جو گریزاں ہیں چند پیمانے
نگاہ یار سلامت' ہزار میخانے

حضرات! ان سب وجوہ کی بنا پر شاید اس سرزمین کو بہت سے دوسرے اسلامی ملکوں سے اس کا زیادہ حق ہے کہ اس کو ایسے مایہ ناز اور منتخب روزگار علماء' ارباب فکر و نظر' ماہرین تعلیم اور اساتذہ و معلمین کی میزبانی کا شرف حاصل ہو اور وہ خود یہاں تشریف لا کر اپنی آنکھوں سے ان کوششوں کے نتائج کو دیکھ سکیں' جو ایک بے سروسامان اور بے نوا ملت نے اپنے دین کی خدمت اور علوم اسلامیہ کی ترقی و اشاعت کے سلسلہ میں کی ہیں اور یہ دیکھیں کہ ابھی ان کو کتنی طویل مسافت طے کرنی ہے اور وہ سفر میں اس کی کیا رہنمائی کر سکتے ہیں؟

دوسری حیثیت سے میں آپ کا خیر مقدم لکھنؤ کے اس تاریخی شہر میں کر رہا ہوں جو اپنی مردم خیزی و علم پروری' علماء نوازی میں دہلی کا ہمسر اور اس کا ہم ردیف رہا ہے' یہ دہلی کے بعد ہندوستانی تہذیب و تمدن' ادب و شائستگی اور اردو زبان و شاعری کا گہوارہ تھا اور یہی ہندوستان کی قدیم تعلیمی تحریک کا مرکز تھا' یہاں وہ سرآمد روزگار علماء پیدا ہوئے جن کے علم کے چشمے ایک طرف مشرق کے آخری حدود تک' دوسری طرف جنوب کے کناروں تک بہے اور ایک عالم نے ان سے اپنی علمی پیاس بجھائی' قدیم نصاب درس (درس نظامی) یہیں ترتیب و تکمیل کے آخری مراحل کو پہنچا' جس کا سکہ ایک زمانہ میں برصغیر ہند سے لے کر افغانستان و ترکستان تک چلتا رہا ہے' اس شہر کو آخری دور میں قرآن کریم کی خدمت' اس کے حفظ و تجوید اور اشاعت و تبلیغ کا وہ شرف بھی حاصل ہوا' جس میں کم نامی گرامی اسلامی شہر اس سے سبقت لے جانے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔

حضرات! تیسری حیثیت سے اس اہم تعلیمی مرکز میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں جہاں اسلامی فکر و شعور' بحث و نظر اور علمی بصیرت اور دور بینی کی تاریخ کا ایک دلآویز و درخشاں باب تحریر کیا گیا۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں اس تلخ و ترش حقیقت کا احساس پہلی بار مجسم اور ٹھوس شکل میں سامنے آیا کہ چودھویں صدی ہجری کے آغاز اور انیسویں صدی کے اواخر میں عالم اسلام تفرقہ و انتشار' پریشان خیالی اور فکری اضمحلال کی کس آخری

منزل میں تھا' نئے تغیرات اور نئے حوادث کا سامنا کرنے اور نئے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت علمائے دین میں (جو ملت کے حقیقی قائد تھے) اور اس طریقہ تعلیم سے جواں کو پیدا کرنے کا واحد ذریعہ تھا کس تیزی سے مفقود ہوتی جارہی تھی' مسلم معاشرہ دو متوازی طبقوں کے درمیان منقسم ہوگیا تھا۔ ایک طرف علمائے دین تھے جو عربی مدارس سے قدیم طرز پر پڑھ کر نکلے تھے' دوسری طرف مغربی تعلیم یافتہ حضرات جو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروردہ تھے' ان دونوں کے درمیان اجنبیت اور بیگانگی کی خلیج تھی اور یہ خلیج دن بدن بڑھتی جارہی تھی' اندیشہ تھا کہ وہ اس حد تک پہنچ جائے کہ کسی ملانے والے پل کے بغیر ان کی ملاقات اور کسی ترجمان کے بغیر افہام وتفہیم ممکن نہ ہو۔

معاملہ انہیں دو طبقوں میں منحصر نہ تھا' ملت کے مختلف مذہبی فرقے اور فقہی مسلک ایک دوسرے کو تحقیر یا خوف کی نگاہ سے دیکھنے کے عادی ہوگئے تھے' مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم تھا اور وہ کبھی کبھی سخت جارحانہ شکل اختیار کرلیتے تھے معاملہ صرف اثبات وتردید تک محدود نہ تھا' بلکہ تفسیق وتکفیر تک کی گرم بازاری تھی' جہاں تک نصاب درس کا تعلق ہے اس میں کسی کمی یا زیادتی کی گنجائش نہیں سمجھی جاتی تھی' علمی حلقوں پر بالعموم ذہنی عزلت اور گوشہ نشینی کی فضا طاری تھی اور جدید دنیا کے علوم وافکار اور علمی تحقیقات کے لئے کوئی روزن کھلا نہیں رہ گیا تھا' تیز رو اور تغیر پذیر زندگی سے صرف اسی وقت واسطہ پڑتا تھا جب علماء سیاست کے راستہ پر گامزن ہوتے' مسلم معاشرہ کی پاسبانی ونگرانی مغربی علوم کے حملوں اور اس کے تشکیکی اثرات سے مسلمان نوجوان کی حفاظت سے علماء کنارہ کش ہوتے جارہے تھے اور تعلیم یافتہ طبقہ مغرب کے حاشیہ برداروں اور فکری وتہذیبی شکست کے نقیبوں کے رحم وکرم پر تھا۔

اس نازک بحرانی دور میں (۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء) کچھ منتخب اہل نظر واہل درد جن کو فراست ایمانی اور درد اسلامی کا حصہ وافر ملا تھا سر جوڑ کر ایک جگہ بیٹھے اور انہوں نے اس کا ایک حل تجویز کیا' یہ پہلا موقع تھا کہ جب اہل نظر' اہل دل کے ساتھ علمائے دین' جدید تعلیم یافتہ حضرات کے ساتھ' مذہب حنفی کے علمبردار' علمائے اہل حدیث کے ساتھ' زاہد وگوشہ نشین' امراء وروساء اور ماہرین تعلیم کے ساتھ شانہ بشانہ اور صف بصف نظر آئے' ان لوگوں نے اس مقصد کے لئے ایک انجمن قائم کی اور اس کا نام "ندوۃ العلماء" تجویز کیا اس لئے کہ یہ انجمن دراصل جماعت علماء کے غوروفکر اور انہیں کی دعوت پر قائم ہوئی تھی اور وہی اس کے روح رواں تھے' اس انجمن نے جن بنیادوں پر اپنے سفر کا آغاز کیا وہ تھی مسلمانوں کا باہمی اتحاد' اسلامی نشاۃ ثانیہ کے لئے مختلف اجتماعی اصلاحی وتعلیمی کوششوں میں ہم آہنگی' اعلیٰ سیرت وکردار کی تشکیل' رسوم قبیحہ کا استیصال' مسلمانوں کے مختلف امور ومسائل کے حل کے لئے مختلف مسلک ومشرب کے صحیح العقیدہ (اہل سنت والجماعت) علماء کے ایک مشترکہ پلیٹ فارم کی تشکیل' اسلامی اصولوں اور شریعت اسلامی کے مقاصد کو سامنے رکھ کر علوم دینیہ کے نصاب میں ایسی تبدیلیاں جو عصر حاضر کے تقاضوں کی تکمیل کرسکیں' علماء کے دینی سطح کو بلند اور ان کے فکر ومعلومات کے افق کو وسیع کرنا اور ایسے علماء تیار کرنا جو قدیم وجدید دونوں طبقوں کے اعتماد کے اہل اور احترام کے مستحق اور مسلمانوں کے دینی' فکری' علمی قیادت کے اس منصب پر فائز ہوسکیں جو عرصہ سے خالی چلا آرہا ہے۔

انہوں نے قرآن مجید کے متن وتفسیر کے طریقہ تعلیم کی طرف خصوصی توجہ دی' علوم آلیہ اور علوم عالیہ' اور وسائل ومقاصد میں تفریق کی' متقدمین میں جو اصحاب دین وعلم کا مذاق صحیح اور ملکہ راسخہ رکھتے تھے ان کی تصنیفات کو اصولاً متاخرین کی تصنیفات پر مقدم رکھا گیا۔ محض کتاب خوانی کے بجائے "علم آموزی" کی طرف توجہ کی گئی۔ نصاب میں عربی زبان کو اس کے شایان شان اور معزز جگہ دی گئی' اس لئے کہ وہ عرصہ دراز سے غفلت کا شکار تھی اور عہد آخر میں وہ اپنے زوال کے آخری نقطہ پر پہنچ چکی تھی اور نصاب درس اور علمی وتعلیمی سرگرمیوں میں اس کی حیثیت سے اس کی تعلیم کا انتظام کیا گیا جو زندگی اور قوت سے بھرپور ہے' زمانہ کی تمام ضرورتیں پوری کرسکتی ہے اور اس سے دعوت اور اپنے افکار وخیالات کی اشاعت کا بڑا کام لیا جاسکتا ہے اس کا مقصد یہ تھا کہ یہاں کے طلباء اور فضلاء اس کے ذریعہ قرآن مجید کے جمال حسنی ومعنوی اور اس کے اعجاز وبلاغت سے ذوق حاصل کرسکیں' حدیث نبوی کی فصاحت وشیرینی سے لطف اندوز ہوں اور وہ اہل عرب کو ان ہی کی زبان اور ان ہی کے اسلوب میں خطاب کرسکیں اور اس کے ذریعہ عصر حاضر کے فتنوں اور گمراہ کن تحریکوں اور دعوتوں کا کامیابی سے مقابلہ کرسکیں' یہ اس زمانہ میں جب مواصلات اور رسل ورسائل کا یہ سلسلہ موجود نہ تھا' بیرونی سفروں کا سلسلہ اس طرح شروع نہ ہوا تھا ایک انوکھی اور اپنے زمانہ سے آگے کی بات تھی' اب جب کہ ممالک عربیہ واسلامیہ آزاد ہوچکے ہیں اور بین الاقوامی سطح پر اجتماعات وفود کی آمد ورفت اور مذاکرہ وتبادلہ خیال ایک عام بات بن چکی ہے اور ہمارے لئے اس فیصلہ کی اہمیت اور "ندوۃ العلماء" کے بانیوں کی عربی زبان سے خصوصی اور غیر معمولی دلچسپی کا راز سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔

انہوں نے اس کے ساتھ بعض مفید اور جدید علوم کو بھی جن سے ایک عالم دین کو ناواقف نہ رہنا چاہئے'

باقی صفحہ 23 پر

تمنائے ساحر

جناب ساحر کانپوری

یہی آرزو ہے کہ اے خدا درِ مصطفیٰ پہ قیام ہو — وہیں رات اپنی بسر کروں وہیں صبح ہو وہیں شام ہو

مرے دل میں آپ کی یاد ہو مرے لب پہ آپ کا نام ہو — یہ مری عبادت صبح ہو یہ مراد وظیفۂ شام ہو

یہ دعا ہے میری کہ اے خدا وہی میکدے کا نظام ہو — وہی منظر طرف آفریں وہی بادہ ہو وہی جام ہو

جو بہار گلشن خلد ہے جو رخ رسولؐ سے ہے عیاں — اسی جلوے سے مجھے واسطہ اسی نور سے مجھے کام ہو

کبھی لب پہ نام رسول ہو کبھی لب پہ ذکر خدا رہے — یہ خدائے پاک سے ہے دعا مری عمر یوں ہی تمام ہو

رخ آفتاب بھی کچھ نہیں رخ ماہتاب بھی کچھ نہیں — مرے چشم شوق کے سامنے وہ عرب کا ماہ تمام ہو

جو حیات اپنی بسر کریں جو ہم اتباع رسولؐ میں — یہی جسم مرکز نور ہو یہی عمر، عمرِ دوام ہو

یہ خدائے پاک سے ہے دعا کہ درِ رسولؐ ہو اور میں — جو نگاہ وقت جمال ہو تو زبان وقف سلام ہو

یہ خدائے پاک کا ہے کرم ہوئے ہم رسولؐ کے امتی — جو خواص کو بھی نہ مل سکے وہ ہمارے واسطے عام ہو

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

ختمِ نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے